﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران: ۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل: ۸۰)

ھفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۷؍نومبر ۲۰۰۳ء | ۱۲؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ ہجری قمری ۷؍نبوت ۱۳۸۲ھ ہجری شمسی | شمارہ ۴۵

رمضان کی برکات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

کیوں یہ لوگ جو میرا انکار کرتے ہیں ان ضرورتوں پر نظر نہیں کرتے جو اس وقت ایک مصلح کے وجود کی داعی ہیں۔ وہ دیکھیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ کیا کسی پہلو سے بھی کوئی قابل اطمینان صورت دکھائی دیتی ہے؟

”کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مَیں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں۔ مَیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری طبیعت اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ مَیں اپنے آپ کو کسی تعریف کا خواہشمند پاؤں اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ مَیں ہمیشہ انکساری اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا ہوں۔ لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا اور جس قدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اس نے اپنے کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے کیا، یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت ﷺ ہی کی ہے۔ احمق اس بات کو نہیں سمجھ سکتا مگر سلیم الفطرت اور باریک نگاہ سے دیکھنے والا دانشمند خوب سوچ سکتا ہے کہ اس وقت واقعی ضروری تھا کہ جب کہ آنحضرت ﷺ کی اس قدر ہتک کی گئی ہے اور عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اُس سید الکونین کی شان میں گستاخیاں کی ہیں اور ایک عاجز مریم کے بچے کو خدا کی کرسی پر جا بٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے آپ کا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ مقدر کیا تھا کہ آپؐ کے ایک ادنیٰ غلام کو مسیح ابن مریم بنا کے دکھا دیا۔ جب آپؐ کی اُمّت کا ایک فرد اتنے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے تو اس سے آپؐ کی شان کا پتہ لگ سکتا ہے۔ پس یہاں خدا تعالیٰ نے جس قدر عظمت اس سلسلہ کی دکھائی ہے اور جو کچھ تعریف کی ہے یہ درحقیقت آنحضرت ﷺ ہی کی عظمت اور جلال کے لئے ہے۔ مگر احمق ان باتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

اس وقت صدی میں سے بیس سال گزرنے کو ہیں اور آخری زمانہ ہے۔ چودھویں صدی ہے کہ جس کی بابت تمام اہل کشف نے کہا کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئے گا۔ وہ تمام علامات اور نشانات جو مسیح موعود کی آمد کے متعلق پہلے سے بتائے گئے تھے ظاہر ہو گئے۔ آسمان نے کسوف وخسوف سے اور زمین نے طاعون سے شہادت دی ہے اور بہت سے سعادتمندوں نے ان نشانوں کو دیکھ کر مجھے قبول کیا اور پھر اَور بھی بہت سے نشانات اُن کی ایمانی قوت کو بڑھانے کے واسطے خدا تعالیٰ نے ظاہر کئے اور اس طرح پر یہ جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے۔

کوئی ایک بات ہوتی تو شک کا مقام ہو سکتا تھا مگر یہاں تو خدا تعالیٰ نے اُن کو نشان پر نشان دکھائے اور ہر طرح سے اطمینان اور تسلّی کی راہیں دکھائیں، لیکن بہت کم سمجھنے والے نکلے ہیں۔ حیران ہوتا ہوں کہ کیوں یہ لوگ جو میرا انکار کرتے ہیں ان ضرورتوں پر نظر نہیں کرتے جو اس وقت ایک مصلح کے وجود کی داعی ہیں۔ وہ دیکھیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ کیا کسی پہلو سے بھی کوئی قابل اطمینان صورت دکھائی دیتی ہے؟ شان وشوکت کی حالت تو سلطنت کی صورت میں نظر آ سکتی ہے۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت اس وقت روم کی سلطنت ہے لیکن اس کی حالت کو دیکھ لو وہ بتیس دانتوں میں زبان ہو رہی ہے اور آئے دن کسی نہ کسی خرخشہ اور مخمصہ میں مبتلا رہتی ہے۔ علمی حالت کے لحاظ سے سب رو رہے ہیں کہ مسلمان پیچھے رہے ہوئے ہیں اور نت نئی مجلسیں اور کمیٹیاں قائم ہوتی ہیں کہ مسلمانوں کی علمی حالت کی اصلاح کی جاوے۔ دنیوی لحاظ سے تو یہ حالت اور دینی پہلو کے لحاظ سے تو بہت ہی گری ہوئی حالت ہے۔ کوئی بدعت اور فعل شنیع نہیں ہے جس کے مرتکب مسلمان نہ پائے جاتے ہوں۔ اعمال صالحہ کی بجائے چند رسوم باقی رہ گئی ہیں۔ جیلخانوں میں جا کر دیکھو تو زیادہ مجرم مسلمان دکھائی دیں گے۔ کس کس بات کا ذکر کیا جاوے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت بہت گری ہوئی ہے اور اُن پر آفات پر آفات نازل ہو رہی ہیں۔ مگر کیا مسلمان ابھی چاہتے ہیں کہ وہ اور پسے جاویں۔ اس سے بڑھ کر ان کی ذلیل حالت کیا ہو گی کہ وہ پاک دین جو بے نظیر دولت ان کے پاس تھی اور ایمان جیسی نعمت وہ کھو بیٹھے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے عیسائی ہو کر آنحضرت ﷺ کی توہین کرتے اور اسلام کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور یا اگر کھلے طور پر عیسائی نہیں ہوئے تو عیسائیوں کے علوم فلسفہ وطبعیات سے متأثر ہو کر مذہب کو ایک بے ضرورت اور بیفائدہ شئے سمجھنے لگ گئے ہیں۔

یہ آفتیں ہیں جو اسلام پر آ رہی ہیں اور مَیں نہایت درد اور افسوس سے سنتا ہوں کہ اس پر بھی کہا جاتا ہے کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں حالانکہ زمانہ خود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس وقت ضرورت ہے کہ کوئی شخص آوے اور وہ اصلاح کرے۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ خدا تعالیٰ اس وقت کیوں خاموش رہتا جبکہ اس نے ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ (سورۃ الحجر:۱۰) خود فرمایا ہے۔ اسلام پر ایسا خطرناک صدمہ پہنچا ہے کہ ایک ہزار سال قبل تک اس کا نمونہ اور نظیر موجود نہیں ہے۔ یہ شیطان کا آخری حملہ ہے اور وہ اس وقت ساری طاقت اور زور کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تا مَیں ہمیشہ کے لئے اس کا سر کچل دوں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ حاجت نہیں ہے ہم نماز، روزہ کرتے ہیں۔ وہ جاہل ہیں، انہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ سب اعمال اُن کے مردہ ہیں۔ ان میں روح اور جان نہیں اور وہ آ نہیں سکتی جب تک وہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ پیوند نہ کریں اور اس سے وہ سیراب کرنے والا پانی حاصل نہ کریں۔ تقویٰ اس وقت کہاں ہے؟ رسم وعادت کے طور پر مومن کہلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا جب تک کہ خدا کو دیکھا نہ جائے اور خدا کو دیکھنے کے لئے اور کوئی راہ نہیں ہے۔ (ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۹ تا ۱۱)

احباب جماعت نے خدمت انسانیت اور اخلاص و وفا کے بے نظیر نمونے قائم کئے ھیں

بنی نوع کی خدمت کے لئے احمدی ڈاکٹر وقف کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور خدا کے فضلوں کے وارث بنیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۷؍اکتوبر ۲۰۰۳ء)

(لندن - ۱۷؍اکتوبر) : سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت میں خدمت خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے اتنا زور دیا جاتا ہے کہ ہر احمدی کوشش کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدمت خلق کے کام سرانجام دے۔ دین کی اس خوبصورت تعلیم پر عمل کر کے قرب الٰہی حاصل کرنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی شرائط بیعت میں بنیادی شرط قرار دیا ہے۔ خدمت کا کوئی میدان کسی خطہ میں بھی ہو احمدی اس میدان میں آگے ہی نظر آتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے
قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں اور جھوٹے مقدمات بنائے جارہے ہیں

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق ملک بھر میں جماعت احمدیہ کے اراکین پر مظالم کا سلسلہ بدستور جاری ہے اور متعدد جگہوں پر اُن پر جھوٹے مقدمات بنائے جارہے ہیں اور قاتلانہ حملے کئے جارہے ہیں۔ذیل میں چند تازہ واقعات درج کئے جارہے ہیں۔

(۱)......ربوہ: تبلیغ کے الزام میں مقدمہ:

مکرم محمد عارف صاحب ابن مکرم محمد اسحٰق صاحب محلّہ نصیر آباد ربوہ کے خلاف ۱۱ رستمبر ۲۰۰۳ء کو تبلیغ کرنے کے الزام میں زیر دفعہ 298/C ربوہ تھانہ میں ایک مقدمہ درج ہوا۔واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ محمد عارف کی ریلوے روڈ ربوہ پر الیکٹریشن کی دوکان ہے جہاں مُلّاں محمد اسلم ولد عطا محمد جو جامعہ محمدیہ ختم نبوت مسجد بخاری میں مدرس اور امام ہے آیا اور مدرسے کی موٹر مرمت کے لئے دی۔کل لاگت -/۸۵۰ روپے طے ہوئی مگر مرمت کے بعد مُلّاں نے صرف -/۲۰۰ روپے کی ادائیگی کی اور بقیہ رقم دینے سے انکاری ہوگیا۔جب عارف کی طرف سے بار بار مطالبہ کیا گیا تو مُلّاں نے عارف کو پیٹا اور پھر تھانہ میں جا کر رپورٹ کردی کہ عارف نے اُسے تبلیغ کی ہے اور کہا کہ احمدی ہوجاؤ۔چنانچہ ۱۱ رستمبر ۲۰۰۳ء کو اس کے خلاف تھانہ چناب نگر (ربوہ) میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/C کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا۔

❁❁❁ ❁❁❁

(۲)......راجن پور۔ توہین رسالت کا مقدمہ:

۱۶ رجون ۲۰۰۳ء کو راجن پور کے ایک مخلص احمدی غلام حسین کے خلاف دفعہ 295/A کے تحت ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ایک مخالف سلسلہ مُلّاں غلام مصطفیٰ نے تھانہ میں رپورٹ درج کرائی کہ غلام حسین احمدی نے قرآن مجید کی توہین کی ہے اور قرآن اور رسول کریم ﷺ کے خلاف نعوذ باللہ ہتک کے الفاظ بولے ہیں۔

❁❁❁ ❁❁❁

(۳)......مردان۔توہین قرآن کا ایک اور مقدمہ:

مردان کے رہائشی مسٹر احسان اللہ اور اس کی بہن نسرین کے خلاف ۲ رجولائی ۲۰۰۳ء کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/B کے تحت توہین قرآن کے سلسلہ میں ایک مقدمہ درج کیا گیا۔دونوں پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے قرآن مجید کے اوراق کو جلایا ہے۔حالانکہ وہ پرانے رسائل کو جلا رہے تھے۔ہمسایوں نے شور مچایا اور الزام لگایا کہ وہ قرآن مجید کے اوراق جلا رہے ہیں۔ان پر تشدّد کیا گیا اور پولیس کے حوالے کردیا گیا۔

احسان اللہ اور اس کی بہن دونوں ذہنی مریض ہیں مگر اس کے باوجود جج نے احسان کی ضمانت کی درخواست منظور نہیں کی جبکہ اس کی بہن کی درخواست منظور ہوگئی ہے۔احسان اللہ جیل میں ہیں۔علاقہ کے مُلّاں اسے موت کی سزا دینے کا مطالبہ کررہے ہیں۔

❁❁❁ ❁❁❁

(۴) ساہیوال۔قاتلانہ حملہ:

چک ۸۲ ضلع ساہیوال کے رہائشی اور مجلس انصاراللہ کے سابق زعیم منور احمد خان صاحب کے گھر پر ۱۳ راگست ۲۰۰۳ء کو کسی نے دستک دی۔جب انہوں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ دو اشخاص منہ پر نقاب پہنے تھے اور موٹر سائیکل پر سوار تھے۔یہ معلوم کرکے کہ وہ منور احمد ہی ہیں انہوں نے ان پر گولیاں چلادیں جو انہیں ران میں لگیں اور وہ زمین پر گر پڑے۔شور سن کر ان کے بچے بھی باہر نکلے۔حملہ آوروں نے ان پر بھی گولیاں چلائیں مگر وہ بچ نکلے۔اسی اثناء میں حملہ آور اسلحہ والا تھیلا چھوڑ کر فرار ہوگئے۔

احباب جماعت سے دردمندانہ التماس ہے کہ رمضان کے مبارک مہینے میں اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کو خصوصیت سے دعاؤں میں یاد رکھیں۔اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور ان کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ (نوٹ): مزید تفصیلات کے لئے پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ سے رجوع فرمائیں۔

❁❁❁ ❁❁

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ بھی ایک لازمی چندہ ہے جس کی شرح سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ (یعنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ سال میں ایک مرتبہ) ہے۔احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی آمد پر پوری شرح کے مطابق چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

شاخ طُوبیٰ پہ آشیانہ بنا — تا ابد جو رہے فسانہ بنا
عرش بھی جس سے مرتعش ہو جائے — سوزشِ دل سے وہ ترانہ بنا
فلسفی! زندگی سے کیا پایا؟ — حیف ہے گر ترا خدا نہ بنا
لذت وصل ہی میں سب کچھ ہے — اس سے ملنے کا کچھ بہانہ بنا
چھوڑنا ہے جو نقش عالم پر! — کس کمر، عزمِ مُقبلانہ بنا
وہ تو بے پردہ ہو گئے تھے مگر — حیف یہ دل ہی آئنہ نہ بنا
دل کو لے کر مَیں کیا کروں پیارے — تو اگر میرا دلربا نہ بنا
خاک کر دے ملا دے مٹی میں — پر مرے دل کو بیوفا نہ بنا
گر کے قدموں پہ ہو گیا مَیں ڈھیر — وقت پہ خوب ہی بہانہ بنا
چال عشاق کی چلوں مَیں بھی — تو بھی انداز دلبرانہ بنا
نعمت وصل بے سوال ہی دے — اپنے عاشق کو بھکیا نہ بنا
جو بھی دینا ہے آپ ہی دے دے — مجھ کو اغیار کا گدا نہ بنا
تجھ سے مل کر نہ غیر کو دیکھوں — غیر کا مجھ کو مبتلا نہ بنا
جس کے نیچے ہوں سب جمع عشاق — اپنی رحمت کا شامیانہ بنا
بخشش حق نے پا لیا مجھ کو — کیا ہوا مَیں اگر بھلا نہ بنا
مجھ سے لاکھوں ہیں تیری دنیا میں — تجھ سا پر کوئی دوسرا نہ بنا
تیری صنعت پہ حرف آتا ہے — توڑ دے پر مجھے برا نہ بنا
دل و دلبر میں چھیڑ جاری ہے — ہے یہ اک طرفہ شاخسانہ بنا
دیکھ کر آدمی میں دانہ کی حرص — آج ابلیس خود ہے دانہ بنا

(کلام محمود)

بقیہ :خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

افریقہ کے غریب ممالک میں صحت اور تعلیم کی ضروریات پوری کرنے کے لئے خلیفۃ المسیح نے تحریک کی تو جماعت نے والہانہ لبیک کہا، رقم بھی پیش کی اور ڈاکٹرز و ٹیچرز بھی وقف کرکے میدان خدمت میں آئے اور انتہائی نامساعد حالات میں افریقہ میں لوگوں کی خدمت کی۔احمدیوں نے اپنا عہد بیعت نبھانے کے لئے مشکلات کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔اب تو حالات بھی بہتر ہیں۔احمدی ڈاکٹرز وقف کرکے خدمت کے میدان میں آئیں۔نصرت جہاں سکیم اور فضل عمر ہسپتال کو ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔ڈاکٹرز آگے آئیں اور عہد بیعت نبھاتے ہوئے خدا کے فضلوں کے وارث بنیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خدمت خلق کے میدان میں بےلوث خدمت کرنے والے جید صحابہ اور احباب کا تذکرہ فرمایا اور ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ان میں حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ، حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ کی والدہ کی خدمت خلق، حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی کفالت یتامیٰ، حافظ معین الدین صاحبؓ، نور محمد صاحبؓ نیز ۱۹۴۷ء میں قادیان میں پناہ گزین مہاجرین کی بےلوث خدمات کا تذکرہ فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ شرائط بیعت میں یہ بھی شامل ہے کہ بیعت کے بعد اب بیعت کنندہ کا کچھ نہیں رہا، سب رشتے نظام اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ہی وابستہ ہیں۔اس شرط بیعت کو احباب جماعت نے خوب نبھایا۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رقم فرمودہ تحریرات سے مخلصین کا تذکرہ فرمایا جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، حضرت مولانا محمد احسن امروہی صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ، حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ، حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ، حضرت منشی اروڑا خان صاحبؓ، حضرت میاں محمد خان صاحب کپور تھلویؓ، حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ، حضرت مرزا اعظم بیگ صاحبؓ، حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ، حضرت سید عبدالستار شاہ صاحبؓ اور حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید کابلؓ بھی شامل تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ چند مثالیں ہیں لیکن دنیا میں لاکھوں مثالیں بکھری ہوئی ہیں۔کئی خاموش مخلصین ہیں جو خاموشی سے چلے گئے۔نئی نسل کو چاہئے کہ وہ اپنے بزرگوں کے واقعات کو قلمبند کریں۔جب تک یہ مثالیں قائم رہیں گی اہل زمین ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔حضور نے بعض غیر از جماعت لوگوں کے اعترافات بھی بیان فرمائے جن میں احباب جماعت کے اخلاص کا اعتراف کیا گیا ہے۔حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شرائط بیعت پر عمل کرتے ہوئے اپنی رضا کا وارث بنائے۔

خطبہ کے اختتام پر حضور نے فرمایا کہ مسجد بیت الفتوح میں ابھی ایم ٹی اے کا Link درست نہیں ہوا اس لئے ابھی چند ہفتے مسجد فضل میں ہی خطبہ ہوا کرے گا۔

❁❁❁ ❁❁

مسائل رمضان

روزہ

اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن ہے۔روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مدنظر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں''۔(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

صوم (روزہ) کے لغوی معنی رکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۔ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾(بقرہ:۱۸۸)

رات کے وقت کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ یعنی فجر طلوع ہوجائے تو اس کے بعد رات آنے تک سارا دن روزہ کی تکمیل میں لگے رہو۔

خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِىْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ'' (بخاری کتاب الصوم)۔ یعنی جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت۔

جب اصل مقصد حاصل کرنے کا جذبہ ہی نہیں تو روزہ کا کیا فائدہ۔

اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا:

''لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّىْ صَائِمٌ فَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ''۔(دارمی بحوالہ مشکوٰۃ)

یعنی روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تُو اسے کہہ دے کہ مَیں روزہ دار ہوں۔ جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

قدیم مذاہب میں روزہ

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا وجود قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔(بقرہ:۱۸۴)

اے مسلمانو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔اور اس کی غرض تقویٰ کا حصول اور تہذیب نفس ہے۔

اسلامی روزوں اور قدیم مذاہب کے روزوں کی شکل میں گو اختلاف ہے مگر بنیادی عناصر سب میں مشترک ہیں۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ''۔

(مسند دارمی باب فضل السحور۔حاشیہ المنتقی من اخبار المصطفی مطبوعہ رحمانی دہلی ۱۳۳۷ھ)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔اسی طرح ہندو اپنے روزہ کے دوران میں کئی چیزیں کھا بھی لیتے ہیں پھر بھی ان کا روزہ قائم رہتا ہے۔گویا ان کے ہاں صرف بعض چیزوں سے پرہیز کا نام روزہ ہے ۔عیسائیوں کے روزے بھی اسی قسم کے ہیں کہ کسی روزہ میں گوشت نہیں کھانا، کسی میں خمیری روٹی نہیں کھانی۔بعض مذاہب میں پورے دن رات کا روزہ بغیر سحری کھائے ہوتا ہے۔وہ صرف شام کے وقت افطار کرتے ہیں ۔کسی مذہب میں چار چار دن متواتر روزہ رکھنے کا حکم ہے۔بعض مذاہب میں ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں صرف ٹھوس غذا کھانے سے منع کیا گیا ہے اور ہلکی غذا دودھ پھل وغیرہ کے استعمال کی اجازت ہے۔

روزہ کی غرض

روزہ اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے کیونکہ جہاں انسان خدا کی خاطر لذات کو ترک کردیتا ہے وہاں اسے اپنے نفس کو زیادہ نیکی پر قائم کرنے اور ہر قسم کی حرام اور نجس چیزوں سے پرہیز کی کوشش کرنے کا سبق بھی اسے ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''روزوں کی غرض کسی کو بھوکا پیاسا مارنا نہیں ہے ۔ اگر بھوکا مرنے سے جنت مل سکتی تو مَیں سمجھتا ہوں کافر سے کافر اور منافق لوگ بھی اس کے لینے کے لئے تیار ہو جاتے کیونکہ بھوکا پیاسا مرجانا کوئی مشکل بات نہیں ۔درحقیقت مشکل بات اخلاقی اور روحانی تبدیلی ہے۔لوگ بھوکے تو معمولی معمولی باتوں پر رہنے لگ جاتے ہیں ۔قید خانوں میں جاتے ہیں تو بھوک ہڑتال (مرن برت) شروع کردیتے ہیں اور برہمنوں کا تو یہ مشہور حیلہ چلا آتا ہے کہ جب لوگ ان کی کوئی بات نہ مانیں تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ پس بھوکا رہنا تو کوئی بڑی بات نہیں اور نہ یہ رمضان کی غرض ہے۔

رمضان کی اصل غرض یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان خدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے ۔اس کا بھوکا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنے ہر حق کو خدا کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔ کھانا پینا انسان کا حق ہے۔میاں بیوی کے تعلقات اس کا حق ہے۔اس لئے جو شخص ان باتوں کو چھوڑتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ مَیں خدا کے لئے اپنا حق چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ناحق کا چھوڑنا تو بہت ادنیٰ سی بات ہے اور کسی مومن سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی کا حق مارے۔مومن سے جس بات کی امید کی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنا حق بھی چھوڑ دے۔لیکن اگر رمضان آئے اور یونہی گزر جائے اور ہم یہی کہتے رہیں کہ اپنا حق کس طرح چھوڑ دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے رمضان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ رمضان یہی بتانے کے لئے آیا تھا کہ خدا کی رضا کے لئے اپنے حقوق بھی چھوڑ دینے چاہئیں''۔(روزنامہ الفضل ۳۰؍مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۵،۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ:

''جو انسان روزہ میں اپنی چیزیں خدا کے لئے چھوڑتا ہے جن کا استعمال کرنا اس کے لئے کوئی قانونی اور اخلاقی جرم نہیں تو اِس سے اُسے عادت ہوتی ہے کہ غیروں کی چیزوں کو ناجائز طریق سے استعمال نہ کرے اور ان کی طرف نہ دیکھے۔اور جب وہ خدا کے لئے جائز چیزوں کو چھوڑتا ہے تو اس کی نظر ناجائز چیزوں پر پڑ ہی نہیں سکتی''۔

(روزنامہ الفضل ۱۷؍دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۸)

غرض جہاں روزہ سے تزکیہ نفس اور تجلّی قلب ہوتی ہے وہیں روزہ جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی فوائد کا موجب بھی بن جاتا ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی اور ترقی پذیر ہوتی ہے۔جس طرح جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی (یعنی روزہ کی حالت) روح کو قائم رکھتی ہے۔اور اس سے روحانی قویٰ تیز تر ہوتے ہیں۔اسی لئے فرمایا:﴿اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾(بقرہ:۱۸۵) یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے۔

قرآن کریم میں روزہ کو متقی بننے کے لئے ایک مجرّب نسخہ بتایا گیا ہے۔یعنی اگر تم اس نسخہ پر عمل کروگے تو متقی بن جاؤ گے۔فرمایا:﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔(بقرہ:۱۸۴)۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

''جس قدر بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا منبع چار چیزیں ہیں باقی آگے اس کی فروع ہیں۔وہ چار منابع یہ ہیں۔اول کھانا، دوم پینا، سوم شہوت اور چہارم حرکت سے بچنے کی خواہش۔

سب عیوب ان چار باتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ان چاروں منبعوں کو بدی سے روکنے کے لئے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔مثلاً ایک شخص خیانت اس لئے کرتا ہے کہ محنت سے بچنا چاہتا ہے یعنی محنت کرکے کھانا نہیں چاہتا اور دوسرے کا مال کھاتا ہے لیکن روزہ دار کو رات کے زیادہ حصہ میں اٹھ کر عبادت کرنی پڑتی ہے۔سحری کے لئے اٹھتا ہے۔ سارا دن مونہہ بند رکھتا ہے۔سوتا کم ہے۔ایک ماہ تک روزے دار کو یہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جس سے اس کا جسم عادی ہو جاتا ہے اور اس سے غفلت کی عادت کو دھکا لگتا ہے۔پھر کھانے پینے اور شہوت سے بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کے لئے بھی روزہ رکھا گیا ہے۔ انسان کھانا پینا ترک کرتا ہے ضروریات زندگی کو چھوڑتا ہے۔ پس جن ضرورتوں کے باعث انسان گناہ میں پڑتا ہے انہیں عارضی طور پر روک دیا جاتا ہے''۔(الفضل ۱۷؍دسمبر ۱۹۲۶ء)

روزہ کا جسمانی فائدہ بھی ہے اور وہ یہ کہ انسانی جسم تکالیف اور شدائد برداشت کرنے کا عادی ہوجاتا ہے اور اس وجہ سے اس میں قوت برداشت اور صبر کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے۔علاوہ ازیں صحت کے برقرار رکھنے میں فاقہ کی طبی اہمیت مسلّم ہے۔اگر اعتدال پیش نظر رہے تو اس سے صحت میں نمایاں فرق پڑتا ہے۔گویا روزہ جسم کی صحت کا ضامن ہے اور روحانی لحاظ سے تقویٰ کا منبع اور سرچشمہ ہے۔اس سے خوش خلقی، عفّت، دیانت، نیک چلنی اور تزکیہ نفس کی توفیق ملتی ہے۔صبر و جرأت کی قوتوں کی نشوونما ہوتی ہے۔ غرباء کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے اور اس طرح اقتصادی اور طبقاتی مساوات کے رجحانات کو فروغ ملتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحت بھی برقرار رہتی ہے۔

روزہ رکھنے والے کا درجہ

حدیث قدسی ہے:

''كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامُ فَاِنَّهٗ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ''۔(بخاری کتاب الصوم)

یعنی انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اس لئے مَیں خود اس کی جزا بنوں گا (کیونکہ وہ اپنی تمام خواہشات اور کھانے پینے کو میری خاطر چھوڑ دیتا ہے)۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نیز فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ"۔

(بخاری کتاب الصوم)

" قسم ہےاس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے"۔

اسی طرح فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ"۔(بخاری کتاب الصوم)

جوشخص ایمان کے تقاضے کے مطابق اور ثواب کی نیت سے رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

روزوں کی اقسام

متعدد قسموں کے روزوں کا ذکر قرآن وحدیث میں پایا جاتا ہے مثلاً فرض روزے، نفلی روزے۔ فرض روزوں کی مثال جیسے رمضان کے روزے، رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء، کفارۂ ظہار کے روزے، کفارۂ قتل کے روزے، عمداً رمضان کا روزہ توڑ دینے کی سزا کے ساٹھ روزے، کفارۂ قسم کے روزے، نذر کے روزے، حج تمتع یا حج قران کے روزے، بحالت احرام شکار کرنے کی وجہ سے روزہ، بحالت احرام سر منڈوانے کی وجہ سے روزہ۔

دوسری قسم نفلی روزوں کی ہے جیسے شوال کے چھ روزے، عاشورہ کا روزہ، صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار، یوم عرفہ کا روزہ، ہر اسلامی مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کا روزہ۔

بعض دنوں میں روزہ رکھنا منع اور مکروہ ہے مثلاً صرف ہفتہ یا جمعہ کے دن کو خاص کر کے روزہ رکھنا، پارسیوں کی طرح نیروز ومہرگان کے دن روزہ رکھنا، صوم دہر یعنی بلا ناغہ مسلسل روزے رکھتے چلے جانا، عید کے دن اور ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا سخت منع ہے۔

رمضان کے روزے

ماہ رمضان اور اس کی فضیلت:

ماہ رمضان کو خدا تعالیٰ نے ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔قرآن کریم کے نزول کا آغاز اسی مہینہ سے ہوا۔فرمایا:﴿**شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ**﴾۔(البقرہ:۱۸۶)۔رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ"۔(بخاری کتاب الصوم)

اس بابرکت مہینہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں۔شیاطین قید کردئے جاتے ہیں۔

یعنی یہ مبارک مہینہ فضل الٰہی اور رحمت خداوندی کو جذب کرنے کا ایک بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں خصوصاً اس کے آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ بکثرت دعائیں مانگا کرتے اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے۔

روزہ کس پر فرض ہے:

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، تندرست، مقیم، مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کو یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کرلیں، جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور وناتوان ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے، اسی طرح ایسی مرضعہ اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دو چار رہتی ہے ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿**مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ**﴾۔(البقرہ:۱۸۵)

تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔

روزہ کب رکھنا چاہئے:

رمضان کے روزوں کے لئے حکم ہے کہ **"لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْهِلَالَ"**۔جب تک ماہ رمضان کا چاند نظر نہ آجائے روزہ نہ رکھو۔ یہ رؤیت نظری بھی ہوسکتی ہے اور علمی بھی۔ رؤیت علمی کی دو صورتیں ہیں ۔ایک یہ کہ شعبان کے پورے تیس دن گزر چکے ہوں یا باتفاق علماءِ امت ایسا حسابی کیلنڈر بنا لیا جائے جس میں چاند نکلنے کا پورا پورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے۔

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ چاند نکلنے کی خبر شرعاً معتبر ہے۔اس کے مطابق حسب فیصلہ ارباب علم و اقتدار عمل کیا جائے گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں چاند دیکھا گیا ہے اور جہاں خبر پہنچی ہے دونوں کا افق اور مطلع ایک ہو ورنہ یہ خبر قابل عمل نہ ہوگی۔

اگر فضا صاف نہ ہو، ابر گہری دھند ہو تو رمضان کے چاند کی رؤیت کے ثبوت کے لئے ایک معتبر عادل آدمی کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے لیکن افطار اور عیدالفطر منانے کے فیصلہ کے لئے کم از کم دو عادل آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔

(ترمذی کتاب الصوم باب الصوم بالشہادۃ)

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے:

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:**"مَنْ لَّمْ یَجْمَعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِیَامَ لَهٗ"**۔(ترمذی کتاب الصوم باب لا صیام لمن لم یعزم من اللیل)۔ جو صبح سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

نیّت کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں ۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرنے کے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کرسکتے ہیں۔اسی طرح اگر کوئی عذر ہو مثلاً رمضان کا چاند نکلنے کی خبر طلوع فجر کے بعد ملی ہو اور ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اس وقت روزہ کی نیت کرسکتے ہیں اور ایسے شخص کا اس دن کا روزہ ہو جائے گا۔

روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت:

﴿**كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ**﴾(بقرہ:۱۸۸)۔کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے ۔اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

حدیث میں ہے:**"اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"**۔

(ترمذی باب اذا قبل اللیل ......الخ)

جب دن چلا جائے رات آجائے، سورج ڈھل جائے تو روزہ افطار کرلو۔

آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا یا بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا مسنون نہیں۔اصل برکت اتّباعِ سنت اس میں ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے کھا پی لے اس کے بعد روزہ کی نیت کرے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کا یہی طریق تھا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَكَةً"۔

(بخاری باب برکۃ السحور)

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

موجودہ زمانہ میں طلوع فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ کسی دن سورج نکلنے کا وقت نوٹ کرلیا جائے اور اس سے قریباً ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے تک سحری کھالی جائے۔

حدیث میں ہے:

"تَسَحَّرْنَا ثُمَّ قُمْنَا اِلَی الصَّلٰوةِ"۔

(ترمذی کتاب الصوم باب تاخیر السحور)

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ۔سحری کھانے اور نماز فجر میں تقریباً پچاس آیتیں تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

"كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِی اَهْلِیْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِیْ اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ"۔(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الفجر)

کہ سحری کھانے کے بعد نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانے کے لئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

وقت افطار:

غروب آفتاب کے ایک دو منٹ بعد روزہ افطار کرلینا چاہئے۔غیر معمولی تاخیر درست نہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ"۔(بخاری باب تعجیل الافطار)

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر وبرکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

ایک اور حدیث ہے:

"عَنْ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ۔ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا ۔فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَیْتَ ۔قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا۔ قَالَ اِنَّ عَلَیْنَا نَهَارًا قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا ۔ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَأَیْتُمُ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِیَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔(مسلم کتاب الصوم باب بیان وقت انقضائم الصوم)

حضرت ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں مَیں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا ۔غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کے لئے ارشاد فرمایا ۔اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔وہ شخص افطاری لایا۔آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کرلیا کرو۔مغرب کی طرف نہ دیکھتے رہو کہ اس طرف روشنی غائب ہوئی ہے یا نہیں۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے:

روزہ کھجور، دودھ، سادہ پانی سے کھولنا مسنون ہے۔

"اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ"۔

(ترمذی باب ما یستحب علیہ الافطار)

جب روزہ افطار کرنا ہو تو کھجور سے افطار کرو کیونکہ اس میں برکت ہے۔اگر یہ میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کرو کیونکہ یہ بہت پاک چیز ہے۔

افطار کے وقت یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ"۔

(ابوداؤد باب القول عندالافطار)

اے اللہ! مَیں نے تیری خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے مَیں نے افطار کیا ہے۔

بعد افطار یہ کہے:

"ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ"۔

(ابوداؤد کتاب الصوم باب القول عندالافطار)

پیاس دُور ہوگئی اور رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا اگر خدا تعالیٰ چاہے۔

کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانے والے

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

نوع انسان سے ہمدردی بہت بڑی عبادت اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے

مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آسکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا۔

حقوق العباد کی ادائیگی کی بابت نویں شرط بیعت کے حوالہ سے پر معارف مضمون

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۲؍ستمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۲؍تبوک ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اسلام کی تعلیم ایک ایسی خوبصورت تعلیم ہے جس نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں چھوڑا جس سے یہ احساس ہو کہ اس تعلیم میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کا تقاضا ہے کہ اس کے پیارے رسول ﷺ پر اتری ہوئی اس تعلیم کو اپنا کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں، اپنے اوپر لاگو کریں۔ اور ہم پر تو اور بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام اور اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور شامل ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کرنے اور حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے ہمیں مختلف رشتوں اور تعلقوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم فرمایا ہے اور اسی اہمیت کی وجہ سے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت کی نویں شرط میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ جو شرائط بیعت کا سلسلہ ہے اسی سلسلے کی آج نویں شرط کے بارہ میں کچھ کہوں گا۔

نویں شرط یہ ہے 'یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا'۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ (النساء :۳۷)۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ صرف اپنے بھائیوں، عزیزوں، رشتہ داروں، اپنے جاننے والوں، ہمسایوں سے حسن سلوک کرو، ان سے ہمدردی کرو اور اگر ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو اُن کی مدد کرو، ان کو جس حد تک فائدہ پہنچا سکتے ہو فائدہ پہنچاؤ بلکہ ایسے لوگ، ایسے ہمسائے جن کو تم نہیں بھی جانتے، تمہاری ان سے کوئی رشتہ داری یا تعلق داری بھی نہیں ہے جن کو تم عارضی طور پر ملے ہو ان کو بھی اگر تمہاری ہمدردی اور تمہاری مدد کی ضرورت ہے، اگر ان کو تمہارے سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو ان کو ضرور فائدہ پہنچاؤ۔ اس سے اسلام کا ایک حسین معاشرہ قائم ہوگا۔ ہمدردیٔ خلق اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا وصف اور خوبی اپنے اندر پیدا کرلوگے اور اس خیال سے کرلوگے کہ یہ نیکی سے بڑھ کر احسان کے زمرے میں آتی ہے اور احسان تو اس نیت سے نہیں کیا جاتا کہ مجھے اس کا کوئی بدلہ ملے گا۔ احسان تو انسان خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتا ہے۔ تو پھر ایسا حسین معاشرہ قائم ہو جائے گا جس میں نہ خاوند بیوی کا جھگڑا ہوگا، نہ ساس بہو کا جھگڑا ہوگا، نہ بھائی بھائی کا جھگڑا ہوگا، نہ ہمسائے کا ہمسائے سے کوئی جھگڑا ہوگا، ہر فریق دوسرے فریق کے ساتھ احسان کا سلوک کر رہا ہوگا اور اس کے حقوق اسی جذبہ سے ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ اور خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے، اس پر عمل کر رہا ہوگا۔ آج کل کے معاشرہ میں تو اس کی اور بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اگر یہ باتیں نہیں کروگے، فرمایا: پھر متکبر کہلاؤ گے اور تکبر کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں کیا۔ تکبر ایک ایسی بیماری ہے جس سے تمام فسادوں کی ابتدا ہوتی ہے۔...... شرط میں اس بارہ میں تفصیل سے پہلے ہی ذکر آچکا ہے اس لئے یہاں تکبر کے بارہ میں تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ خلاصۃً یہ ہے کہ ہمدردیٔ خلق کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں پسندیدہ بنو اور دونوں جہانوں کی فلاح حاصل کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ (سورة الدهر :۹)۔ اور وہ کھانے کو، اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے، مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔

اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کو اپنی ضروریات ہوتی ہیں وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے ضرورتمندوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہیں، آپ بھوکے رہتے ہیں اور ان کو کھلاتے ہیں۔ تھڑدلی کا مظاہرہ نہیں کرتے کہ جو دے رہے ہیں وہ اس کو جس کو دیا جا رہا ہے اس کی ضرورت بھی پوری نہ کر سکے، اس کی بھوک بھی نہ مٹا سکے۔ بلکہ جس حد تک ممکن ہو مدد کرتے ہیں اور یہ سب کچھ نیکی کمانے کے لئے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتے ہیں۔ کسی قسم کا احسان جتانے کے لئے نہیں کرتے۔ اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ وہ چیز دیتے ہیں جس کی ان کو ضرورت ہے یعنی اس دینے والے کو جس کی ضرورت ہے جس کو وہ خود اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ ذہن میں رکھتے ہیں کہ اللہ کی خاطر وہی دو جس کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ یہ نہیں کہ جس طرح بعض لوگ اپنے کسی ضرورتمند بھائی کی مدد کرتے ہیں تو احسان جتا کے کر رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ایسی عجیب فطرت کے ہیں کہ تحفے بھی اگر دیتے ہیں تو اپنی استعمال شدہ چیزوں میں سے دیتے ہیں یا پہنے ہوئے کپڑوں کے دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو اپنے بھائیوں، بہنوں کی عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔ بہتر ہے کہ اگر توفیق نہیں ہے تو تحفہ نہ دیں یا یہ بتا کر دیں کہ یہ میری استعمال شدہ چیز ہے اگر پسند کرو تو دوں۔ پھر بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے اچھے کپڑے دینا چاہتے ہیں جو ہم نے ایک آدھ دن پہنے ہوئے ہیں۔ اور پھر چھوٹے ہو گئے یا کسی وجہ سے استعمال نہیں کر سکے۔ تو اس کے بارہ میں واضح ہو کہ چاہے ایسی چیزیں ذیلی تنظیموں، لجنہ وغیرہ کے ذریعہ یا خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہی دی جا رہی ہوں یا انفرادی طور پر دی جا رہی ہوں تو ان ذیلی تنظیموں کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اگر ایسے لوگ چیزیں دیں تو غریبوں کی عزت کا خیال رکھیں اور اس طرح، اس شکل میں دیں کہ اگر وہ چیز دینے کے قابل ہے تو دی جائے۔ یہ نہیں کہ ایسی اُترن جو بالکل ہی ناقابل استعمال ہو وہ دی جائے۔ داغ لگے ہوں، پسینے کی بُو آرہی ہو کپڑوں میں سے۔ تو غریب کی بھی ایک عزت ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اور ایسے کپڑے اگر دئے جائیں تو صاف کروا کر، دھلا کر،

ٹھیک کرواکر، پھر دئے جائیں۔اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہماری ذیلی تنظیمیں بھی، لجنہ وغیرہ بھی دیتی ہیں کپڑے تو جن لوگوں کو یہ چیزیں دینی ہوں ان پر یہ واضح کیا جانا چاہئے کہ یہ استعمال شدہ چیزیں ہیں تاکہ جو لے اپنی خوشی سے لے۔ ہر ایک کی عزت نفس ہے، مَیں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے اس کا بہت خیال رکھنے کی ضرورت ہے اور بہت خیال رکھنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’......یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے (سبحانہ تعالیٰ شانہ)......۔پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ (الدھر: ۹) وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی۔ مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھوں گا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشا ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاء مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکھائی جائیں۔ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی۔ میں جماعت کو ابھی اس بچہ کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کر دے گا۔ اس لیے تم بھی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں۔ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھول دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۸۔۲۱۹ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی سے اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے سے بہت سی بیماریاں جن کا آپ کو اس وقت فکر تھا جماعت میں ختم ہو گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑا حصہ ان سے بالکل پاک تھا اور ہے لیکن جوں جوں ہم اُس وقت ، اُس زمانے سے دور ہٹتے جا رہے ہیں، معاشرے کی بعض برائیوں کے ساتھ شیطان حملے کرتا رہتا ہے اس لئے جس فکر کا اظہار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے آپ کی تعلیم کے مطابق ہی کوشش، تدبیر اور دعا سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے ان برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ہمیشہ کامل رکھے۔ اس میں اس بارہ میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو تُو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ اس پر ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حضور اس کا اجر پاتے۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا رب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ مگر تم نے اسے پانی نہ پلایا۔ اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اجر میرے حضور پاتے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض)

پھر روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنے مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

(مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

پھر ایک روایت آتی ہے حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ نمبر ۱: جب وہ اسے ملے تو اسے السلام علیکم کہے۔ نمبر ۲: جب وہ چھینک مارے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے۔ نمبر ۳۔ جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔

اور بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بڑی اچھی عادت ہوتی ہے کہ خود جا کر خیال رکھتے ہوئے ہسپتالوں میں جاتے ہیں اور مریضوں کی عیادت کرتے ہیں خواہ واقف ہوں یا نہ واقف ہوں۔ ان کے لئے پھل لے جاتے ہیں، پھول لے جاتے ہیں۔ تو یہ طریقہ بڑا اچھا ہے خدمت خلق کا۔

نمبر ۴: جب وہ اس کو بلائے تو اس کی بات کا جواب دے۔ نمبر ۵:۔ جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازہ پر آئے۔ اور نمبر ۶: اور اس کے لئے وہ پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور اس کی غیر حاضری میں بھی وہ اس کی خیر خواہی کرے۔

(سنن دارمی، کتاب الاستیذان، باب فی حق المسلم علی المسلم)

پھر روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لیے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو یعنی بے تعلقی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے (اور) آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کی تحقیر نہیں کرتا۔ اس کو شرمندہ یا رسوا نہیں کرتا۔ آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے۔ یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے، پھر فرمایا: انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اس کے لئے واجب الاحترام ہے۔

(مسلم، کتاب البِرّ و الصلۃ باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ)

پھر روایت آتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دور کرے گا۔ اور جس شخص نے کسی تنگدست کو آرام پہنچایا اور اس کے لئے آسانی مہیا کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد پر تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو۔ جو شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور اس کے درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر سکینت اور اطمینان نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت

SOUTHFIELDS SOLICITORS

£ 60 WORTH OF FREE LEGAL ADVICE

As an introduction to our firm we are making a special offer of FREE legal advice for **20 MINUTES** in the matters listed below. To avail of this offer you need to quote this advert when visiting our offices.

We hold Legal Aid Franchise in CRIME and we offer:

1. FREE LEGAL ADVICE AND 24 HOURS ASSITANCE AT POLICE STATION
2. MAGISTRTAES COURTS AND CROWN COURT TRIALS.

We provide the following Legal Services

(I) FREE CRIMINAL REPRESENTATIONS AT POLICE STATION; MAGISTRATES and CROWN COURTS and PRISONERS

(II) WE OBTAIN MAXIMUM DAMAGES FOR YOU IF YOU ARE NOT AT FAULT IN ANY ACCIDENT.

WE HAVE OBTAINED DAMAGES FOR OUR CLIENTS BETWEEN £ 6000 TO £ 70,000 IN RECENT CASES.
WE ACT ON GENUINE " NO WIN NO FEE BASIS."

(iii) WE DEAL WITH WILLS AND PROBATE .YOU CAN SAVE INHERITANCE TAX BY MAKING TAX SAVING PROVISIONS IN YOUR WILL. WE ASSIST WITH PROBATE MATTERS.

(III) WE ALSO ADVISE AND ASSIST IN:

- **FAMILY / DIVORCE MATTERS**
- **CIVIL LITIGATION**
- **IMMIGRATION**
- **BUYING AND SELLING OF PROPERTIES**

Please contact: Mr Hamid Iqbal on
Telephone: 0208-871-5007 Mobiles:07802161256 /07709302077
3-9 Broomhill Road 202 Down House Wandsworth SW 18 4 JQ

ان کو ڈھانپے رکھتی ہے، فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں۔ اپنے مقربین میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ جو شخص عمل میں سست رہے اس کا نسب اور خاندان اس کو تیز نہیں بنا سکتا۔ یعنی وہ خاندانی بل بوتے پر جنت میں نہیں جا سکے گا۔ (مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃالقرآن وعلی الذکر)

تو اس میں شروع میں جو بیان کیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگوں کے حقوق کا خیال اور یہ کہ تم اپنے بھائیوں کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو دور کرو اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی شفقت کا سلوک تم سے کرے گا اور تمہاری بے چینیوں اور تکلیفوں کو دور کرے گا۔ آنحضرت ﷺ کا ہم پر یہ احسان ہے۔ فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں تمہیں ڈھانپ لے تو بے چین، تکلیف زدہ اور تنگدستوں کو جس حد تک تم آرام پہنچا سکتے ہو، آرام پہنچاؤ تو اللہ تعالیٰ تم سے شفقت کا سلوک کرے گا۔ اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرو، ان کی غلطی کو پکڑ کر اس کا اعلان نہ کرتے پھرو۔ پتہ نہیں تم میں کتنی کمزوریاں ہیں اور عیب ہیں جن کا حساب روز آخر دینا ہوگا۔ تو اگر اس دنیا میں تم نے اپنے بھائیوں کی عیب پوشی کی ہوگی، ان کی غلطیوں کو دیکھ کر اس کا چرچا کرنے کی بجائے اس کا ہمدرد بن کر اس کو سمجھانے کی کوشش کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ تم سے بھی پردہ پوشی کا سلوک کرے گا۔ تو یہ حقوق العباد ہیں جن کو تم ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے۔

پھر حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

پھر روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرحمۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں- اول یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں- اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو- آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو- مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی- میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا- اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالیٰ کے حوالے کرو- قیامت نزدیک ہے تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہئے- میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے- پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے-'' (ملفوظات جلد ۹۔ صفحہ ۱۶۵)

پھر فرماتے ہیں: ''یاد رکھو حقوق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔ حق اللہ میں بھی امراء کو دقّت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اُن کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں۔ اور وہ ان میں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص خاص خدمتوں میں حصّہ نہیں لے سکتے۔ غریب آدمی تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے۔ وہ پاؤں دبا سکتا ہے۔ پانی لا سکتا ہے۔ کپڑے دھو سکتا ہے یہاں تک کہ اُس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقعہ ملے تو اس میں بھی اُسے دریغ نہیں ہوتا، لیکن امراء ایسے کاموں میں ننگ و عار سمجھتے ہیں اور اس طرح پر اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔ غرض امارت بھی بہت سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانچ سو برس اوّل جنت میں جائیں گے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۸ جدید ایڈیشن)

فرماتے ہیں: ''پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے۔ جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت' سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے''۔

فرمایا: ''یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ میں آج کل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں''۔

فرماتے ہیں: ''غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں۔ اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۴۴۸۔ جدید ایڈیشن)

آپ فرماتے ہیں: ''قرآن شریف نے جس قدر والدین اور اولاد اور دیگر اقارب اور مساکین کے حقوق بیان کئے ہیں۔ مَیں نہیں خیال کرتا کہ وہ حقوق کسی اَور کتاب میں لکھے گئے ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا﴾۔ (سورۃالنساء: ۳۷) تم خدا کی پرستش کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھیراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور اُن سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں (اس فقرہ میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتہ دار آ گئے) اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسایہ ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علمِ دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔'' (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۸۔۲۰۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس بارہ میں فرماتے ہیں: منشاء یہ ہو کہ اس لئے کھانا پہنچاتے ہیں کہ ﴿اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا﴾ (الدھر: ۱۱) کہ ہم اپنے رب سے ایک دن سے جو عبوس اور قمطریر ہے ڈرتے ہیں۔ عَبُوْس تنگی کو کہتے ہیں اور قَمْطَرِیْر دراز یعنی لمبے کو۔ یعنی قیامت کا دن تنگی کا ہوگا اور لمبا ہوگا۔ بھوکوں کی مدد کرنے سے خدا تعالیٰ قحط کی تنگی اور درازی سے بھی نجات دے دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے ﴿فَوَقٰھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا﴾ (الدھر: ۱۲) خدا تعالیٰ اس دن کے شر سے بچا لیتا ہے اور یہ بچانا بھی سرور اور تازگی سے ہوتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو آج کل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ مجھ کو اور تم کو توفیق دے کہ جس طرح ظاہری عزتوں کے لئے کوشش کرتے ہیں ابدالآباد کی عزت اور راحت کی بھی کوشش کریں۔ آمین

(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۲۹۰۔۲۹۱)

تو یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے کہ جس حد تک توفیق ہے خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اور جو وسائل میسر ہیں ان کے اندر رہ کر جتنی خدمت خلق اور خدمت انسانیت ہو سکتی ہے کرتے ہیں، انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔ تو احباب جماعت کو جس حد تک توفیق ہے بھوک مٹانے کے لئے، غریبوں کے علاج کے لئے، تعلیمی امداد کے لئے، غریبوں کی شادیوں کے لئے، جماعتی نظام کے تحت مد میں شامل ہو کر بھی عہد بیعت کو نبھاتے بھی ہیں اور نبھانا چاہئے بھی۔ اللہ کرے ہم کبھی ان قوموں اور حکومتوں کی طرح نہ ہوں جو اپنی زائد پیداوار ضائع تو کر دیتی ہیں لیکن دُکھی انسانیت کے لئے صرف اس لئے خرچ نہیں کرتیں کہ ان سے ان کے سیاسی مقاصد اور مفادات وابستہ نہیں ہوتے یا وہ مکمل

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

طور پر ان کی ہر بات ماننے اور ان کی Dictation لینے پر تیار نہیں ہوتے۔ اور سزا کے طور پر ان قوموں کو بھوکا اور ننگا رکھا جا رہا ہے اور ننگا رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعتی سطح پر یہ خدمت انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمت انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجالا رہے ہیں۔ لیکن مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آ سکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال و نفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔ اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بنی نوع انسان کی ہمدردی خصوصاً اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت پر نصیحت کرتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار، میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی ۷۰ یا ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر اسے سخت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۸۲۔۸۳ جدید ایڈیشن)

فرماتے ہیں: ''اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ .... بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خودپسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۱۔۱۲)

پھر فرمایا: ''لوگ تمہیں دُکھ دیں گے اور ہر طرح سے تکلیف پہنچائیں گے۔ مگر ہماری جماعت کے لوگ جوش نہ دکھائیں۔ جوشِ نفس سے دل دُکھانے والے الفاظ استعمال نہ کرو اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ پسند نہیں ہوتے۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔''

آپ مزید فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے۔ یہ مقام بہت نازک ہے۔''

(ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۸۔۹)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

فرمایا: ''ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز وگداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے نہ کہ ظاہری قیل وقال پر۔ جس کا دل ہر قسم کے گند اور ناپاکی سے مُعَرَّا اور مُبَرَّا پاتا ہے، اس میں آ اُترتا ہے اور اپنا گھر بناتا ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۱۔ فرمودہ ۲۳؍ مارچ ۱۹۰۳ء)

فرمایا: ''مَیں پھر کہتا ہوں کہ جو لوگ نافع الناس ہیں اور ایمان، صدق و وفا میں کامل ہیں، وہ یقیناً بچا لئے جائیں گے۔ پس تم اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرو''۔

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۱۸۴۔ جدید ایڈیشن)

فرمایا: ''تم اُس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خودپسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ ...... کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا''۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹۔ صفحہ ۱۲ تا ۱۳)

فرمایا: ''دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک گویا مالک کے ساتھ حُسنِ سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چِڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سردمہری برتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۶۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور آپ سے جو عہد بیعت ہم نے باندھا ہے اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں مَیں جماعت احمدیہ جرمنی میں کام کرنے والے کارکنان کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جرمنی میں خطبہ کے دوران مَیں کسی وجہ سے کہہ نہیں سکا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام کارکنان اور کارکنات نے انتہائی جوش اور جذبے سے مہمانوں کی خدمت کی ہے۔ اور جلسے کے ابتدائی انتظامات میں بھی اور آخر میں بھی جب کہ کام سمیٹنا ہوتا ہے اور کافی مشکل کام ہوتا ہے یہ بھی۔ بڑی محنت سے وقت کے اندر بلکہ وقت سے پہلے تمام علاقے کو صاف کر کے متعلقہ انتظامیہ کے سپرد کر دیا اور الحمدللہ کہ جہاں جہاں بھی جلسے ہوئے یہی نظارے دیکھنے میں نظر آ رہے ہیں اور سب سے زیادہ خوشکن بات جو مجھے لگی اس جلسہ میں وہ یہ تھی کہ اس سال لجنہ کی، خواتین کی حاضری مردوں سے زیادہ تھی اور کم و بیش دو ہزار عورتیں مردوں کی نسبت تعداد میں زیادہ تھیں تو اس سے یہ تسلی بھی ہوئی کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی آئندہ نسلیں بھی خلافت اور جماعت سے محبت اور وفا کا تعلق لے کر پروان چڑھیں گی۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ تمام عہدیداران، کارکنان اور شاملین جلسہ کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور خلافت سے وفا اور تعلق کا تعلق بڑھاتا رہے اور اپنی جناب سے ان کو اجر دے۔

اسی طرح فرانس کا جلسہ بھی اپنے لحاظ سے الحمدللہ بہت کامیاب تھا۔ یہاں کے کارکنان بھی شکریہ کے مستحق ہیں اور یہاں کے جلسے کی جو سب سے بڑی خوبی تھی وہ یہ ہے کہ یہاں کافی بڑی تعداد ایسی ہے جو غیر پاکستانی احمدیوں کی ہے جن میں افریقہ، الجیریا، مراکو، فلپائن وغیرہ کے لوگ شامل ہیں اور سب نے اسی جوش و جذبہ سے ڈیوٹیاں ادا کی ہیں اور بڑی خوش اسلوبی سے ادا کی ہیں اور اس طرح ادا کرتے رہے جس طرح بڑے پرانے اور ایک عرصہ سے تربیت یافتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص میں برکت عطا فرمائے۔ ان لوگوں کی بھی خلافت اور جماعت سے محبت ناقابل بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا رہے اور ثبات قدم عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کے دوران دس سعید روحوں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی ملی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے۔ احباب جماعت ان دونوں جگہوں یعنی جرمنی اور فرانس کی جماعتوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اور ہم سب کو بھی عہد بیعت نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ:مسائل رمضان از صفحہ نمبر ۴

کوروزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے۔

"مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا کَانَ لَہ، مِثْلَ اَجْرِہٖ غَیْرَ اَنَّہ، لَایَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَیْءٌ"۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطّر صائما)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا :جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔

نواقض روزہ:

عمداً کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔انیما کروانے ، ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے ۔

حدیث ہے:"مَنْ ذَرَعَہُ الْقَیْئُ وَ ھُوَ صَائِمٌ فَلَیْسَ عَلَیْہِ قَضَاءٌ وَ مَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْیَقْضِ"۔(ترمذی باب من استقاء عمداً)

اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضا نہیں۔لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو وہ روزہ قضاء کرے۔

رمضان کا روزہ عمداً توڑنے والے کے لئے اس روزہ کی قضاء کے علاوہ کفارہ (یعنی بطور سزا) ساٹھ روزے متواتر رکھنا بھی واجب ہے۔ اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا اکٹھے بٹھا کر یا متفرق طور پر یا ایک غریب کو ہی ساٹھ دن کے کھانے کا راشن دے دینا یا اس کی قیمت ادا کرنا کافی ہے۔اگر کھانا کھلانے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

(بخاری باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شئ......الخ)

اگر کوئی غلطی سے رمضان کا روزہ کھول لے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔اگر روزہ دار ہونے کی صورت میں عورت کے خاص ایام شروع ہوجائیں یا بچہ پیدا ہو تو روزہ ختم ہوجائے گا البتہ بعد میں ان ایام کے روزوں کی قضا واجب ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

اگر کوئی بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا ۔آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"اِذَ نَسِیَ اَحَدُکُمْ فَأَکَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ"۔(بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل و اشرب ناسیا)

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔

اگر بلا اختیار حلق میں یا پیٹ میں دھواں ، گرد و غبار ، مکھی ، مچھر ، کلی کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔اسی طرح کان میں پانی جانے یا ڈلوانے ، بلغم نکلنے ، بلا اختیار قے آنے ، آنکھ میں دوا ڈلوانے ، نکسیر پھوٹنے ، دانت سے خون جاری ہونے ، مسواک یا برش کرنے ، خوشبو سونگھنے ، سر یا داڑھی میں تیل لگانے ، بچے یا بیوی کا بوسہ لینے ، دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کرسکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے ، مرد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: "لَاَ تَکْتَحِلْ بِالنَّھَارِ وَاَنْتَ صَائِمٌ وَاکْتَحِلْ لَیْلًا"۔

(مسند دارمی باب الکحل للصائم)

بحالت روزہ دن میں سرمہ نہ لگا البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے رات کو لگائے"۔(اخبار بدر ۷/فروری ۱۹۰۷ء)

روزہ نہ رکھنے والے:

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر ترک کرنا درست نہیں ۔ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ اَفْطَرَ یَومًا مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَلَامَرَضٍ فَلَا یَقْضِیْہِ صِیَامُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَلَوْ صَامَ الدَّھْرَ"۔(مسند دارمی باب من افطر یوما من رمضان متعمدا)

یعنی جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بدلہ نہیں چکا سکے گا۔اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہوسکے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

" میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بنا پر روزہ ترک کردیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے مَیں بیمار ہو جاؤں گا۔ .... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جاسکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو............ وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا"۔

(الفضل ۱۱/اپریل ۱۹۲۵ء)

روزہ اور نیت

سوال: کیا روزہ کے لئے نیت ضروری ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" روزے کے لئے نیت ضروری ہے۔بغیر نیت کا ثواب نہیں۔نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ افق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری شمالاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے۔اگر اپنی طرف سے احتیاط ہو اور بعد میں کوئی کہے کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی تو روزہ ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے کھانا کھانے اور نماز فجر میں ۵۰ آیت پڑھنے تک وقفہ ہوتا تھا"۔(الفضل ۲۸/جولائی ۱۹۱۴ء)

ایک شخص صبح سے شام تک بغیر کچھ کھائے پیئے سویا رہا یا کسی کام میں ایسا منہمک ہوا کہ کھانے پینے کی ہوش ہی نہ رہی تو اس شخص کے اس فاقہ کو روزہ سمجھنا درست نہ ہوگا۔کیونکہ روزہ رکھنے کی اس کی نیت ہی نہ تھی اور نہ اس کا یہ فاقہ اس ارادہ سے تھا کہ اس کا روزہ ہے۔

سوال: اگر بوقت سحری روزہ کی نیت نہ تھی لیکن دس یا گیارہ بجے دن کے روزہ کا ارادہ کرلیا تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا؟

جواب: روزہ کی نیت طلوع فجر سے پہلے کی جانی چاہئے ۔البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہیں ہو سکا کہ آج سے رمضان شروع ہے۔یا سویا رہا، صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہے تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کرسکتا ہے بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے:

"عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَۃَ عَنِ النَّبِی ﷺ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ لَمْ یَجْمَعِ الصِّیَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِیَامَ لَہٗ"۔

(نیل الاوطار باب وجوب النیۃ من اللیل۔(ترمذی کتاب الصوم باب لاصیام من لم یعزم من اللیل)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: روزہ صرف اسی شخص کا ہے جس نے فجر سے پہلے پختہ عزم کے ساتھ روزہ کی نیت کرلی ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث ہے:

"اَنَّہٗ ﷺ کَانَ یَدْخُلُ عَلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ فَیَقُوْلُ ھَلْ مِنْ غَدَاءٍ۔ فَاِنْ قَالُوْا لَا ، قَالَ فَاِنِّی صَائِمٌ"۔(مسلم کتاب الصوم باب جواز الصوم النافلۃ بینۃ من النھار)

یعنی حضور ﷺ بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے؟اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپؐ فرماتے اچھا آج مَیں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی روزے کی نیت کی جاسکتی ہے۔گو حضور ﷺ کے یہ روزے نفلی تھے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ کی نیت کرلے اور جس نے کچھ کھا پی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضا کرے"۔(ابوداؤد کتاب الصیام باب فی شھادۃ الواحد علی رؤیۃ ھلال رمضان)

سوال: (الف) ایک شخص نفلی روزہ کی نیت کرتا ہے لیکن سحری کھانے سے رہ جاتا ہے تو کیا وہ روزہ رکھے؟

(ب) رمضان کی رات میں بیمار تھا۔صبح سحری کے وقت طبیعت سنبھل گئی تو کیا وہ روزہ رکھے؟

جواب :(الف)۔سحری کھانا مسنون ہے، ضروری اور واجب نہیں۔ اس لئے اگر کوئی سحری نہیں کھا سکا تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔یہ نہیں کہ اس کا روزہ ہی نہیں ہوتا۔

(ب) اگر سحری کے وقت طبیعت اچھی ہو تو روزہ رکھنا چاہئے ۔رات سے روزہ کی نیت ہونے کے یہ معنے ہیں کہ طلوع فجر سے پہلے پہلے روزہ رکھنے کا ارادہ کرے۔

سوال: کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

جواب: سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں ۔ ویسے ضرورت اور عذر کی صورت میں سحری کھائے بغیر بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:"تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً"۔یعنی سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور من غیر ایجاب)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

(اوجزالمسالک شرح مؤطاامام مالک جلد ۳ صفحہ ۱۵)

سفیدی میں نیّتِ روزہ

سوال: ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی اب مَیں کیا کروں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ: ایسی حالت میں اس کا روزہ ہوگیا ۔دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"۔(بدر ۱۴/فروری ۱۹۰۷ء ، فتاویٰ مسیح موعودؑ صفحہ ۱۲۶)

سوال: قرآن کریم کی آیت ﴿ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ﴾ میں الَّیْلِ سے ازروئے لغت کیا مراد ہے اور آنحضرت ﷺ کا روزہ کی افطاری کے بارہ میں کیا عمل تھا؟۔

جواب: لغت میں لیل کے معنی ہیں "مِنْ مَغْرِبِ الشَّمْسِ اِلٰی طُلُوعِ الشَّمْسِ"یعنی سورج کے غروب ہونے سے لے کر اس کے طلوع ہونے تک کے وقت کو لیل کہتے ہیں۔لیکن سنتِ متواترہ اور امّت کے اجتماعی عمل سے یہ امر ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ میں ساری رات مراد نہیں بلکہ اس کا کچھ حصہ ہے جس میں روزہ کھولنا ہے ۔اب ہم اس حصہ کی تعیین کے لئے قرآنی محاورہ پر غور کرتے ہیں تورات کا آغاز یعنی سورج کے غروب ہونے کا

وقت بنتا ہے کیونکہ الیٰ کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ رات آنے تک رکھنا ہے اور اس کے شروع ہوتے ہی افطار کر لینا ہے۔ چنانچہ احادیث بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ وَاَدْبَرَ النَّھَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَالصَّائِمُ"۔ (بخاری کتاب الصوم باب متی یحل فطرا لصائم، مسلم باب بیان وقت انقضاء الصوم، ترمذی کتاب الصوم صفحہ ۸۸)۔ کہ جونہی مشرق سے رات آئے اور مغرب کی طرف دن جائے یعنی سورج افق میں غائب ہو جائے تو اسی وقت روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہئے۔ اسی طرح فرمایا "لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ" ۔(بخاری باب تعجیل الافطار صفحہ ۲۶۳)۔ جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے اس وقت تک بہتری اور بھلائی ان کے ساتھ رہے گی۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ "عَنْ اَبِی ھُرَیرۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ لاَ یزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَاعَجّلُوا الْفِطْرَ۔ عَجِّلُوْا الفِطْرَ فَاِنَّ الْیَھُوْدَ یُؤَخِّرُوْن"۔

(ابن ماجہ کتاب الصوم باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

ترمذی کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ روزہ جلدی افطار کرنے کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

(ترمذی باب تعجیل الافطار)

پس یہی سنت متواتر ہے اور اہلسنت والجماعت کے تمام علماء کا اسی کے مطابق عمل ہے۔

سفر میں روزہ کی ممانعت کی وضاحت

۱......: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سفر میں روزہ رکھنے کو حکم عدولی قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

"مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"۔

حضور علیہ السلام کا یہ فیصلہ آیت قرآنی ﴿فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ :۱۸۵) پر مبنی ہے اور احادیث کے مجموعی مفہوم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سفر کی حالت میں رمضان میں روزہ رکھنے والوں کو "عُصَاۃٌ" یعنی نافرمان قرار دیا ہے۔(مسلم کتاب الصوم باب جواز الصوم و الفطر) جن احادیث سے رخصت معلوم ہوتی ہے امام زہریؒ نے ان احادیث کو پہلے کی قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی تصریح ہے۔"قال الزھری وکان الفطر آخر الامرین وانما یؤخذ من امر رسول اللہ ﷺ بالآخر فالآخر"۔ (مسلم)

۲......: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باہر سے آنے والے احمدیوں کے لئے قادیان کو وطن ثانی قرار دیا ہے اس لئے وہ وہاں قیام کے دوران میں روزہ رکھ سکتے ہیں اور اگر نہ رکھیں تب بھی جائز ہے۔

۳......: وطن ثانی کی طرف سفر بھی سفر ہی ہے۔ اس لئے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افطاری کے وقت سے پہلے قادیان آنے والے روزہ داروں کا روزہ کھلوا دیا تھا۔

۴......: وہ تمام لوگ جن کی ڈیوٹی ہی سفر سے متعلق ہو جیسے ریلوے گارڈ، ڈرائیور، پائلٹ، سفری ایجنٹ، دیہاتی ہرکارے وغیرہ مقیم کے حکم میں ہونگے اور رمضان کے روزے رکھیں گے۔(فیصلہ مجلس افتاء نمبر ۲۶، مورخہ ۲۶/فروری ۱۹۶۷ء)

۴......: حضرت اقدس علیہ السلام نے سفر میں روزہ کے حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر ریل کا سفر ہو، کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھائے"۔(الحکم ۲۴/دسمبر ۱۹۰۰ء)

سوال: اگر کسی روزہ دار کو سفر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا وہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب: رمضان کے دنوں میں حتی الوسع سفر سے بچنا چاہئے اور ضرورت کے وقت ہی سفر پر جانا چاہئے۔ کونسا سفر ضروری ہے اس کا فیصلہ خود سفر کرنے والے کی صوابدید پر ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے کوئی دوسرا اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا۔ باقی سفر کوئی سا ہو جب تک وہ جاری ہے اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

روزہ رکھ کر سفر شروع کرنا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزہ میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ روزہ میں سفر ہے۔ سفر میں روزہ نہیں"۔

FRENDE DER HOMOOPATHIE

خلیفۂ وقت کی ہر تحریک میں برکت ہوتی ہے۔ ہومیو پیتھک بھی اسی طرح ایک بابرکت تحریک ہے۔ ہم یورپ و جرمنی میں بسنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ "فرؤنیڈے ڈیر ہومیو پیتھی" کے ممبر بنیں۔ آپ کو صحت کے بارہ میں بھرپور معلومات "سہ ماہی ھوالشافی" سے ملیں گی۔ ممبرشپ فیس پوری فیملی کے لئے صرف ۲۰ یورو سالانہ ہے۔

FRENDE DER HOMOOPATHIE C.V.
Acount Nr-02431 74900
BL2-500 80000
Dresdner Bank FFM (Germany)

سادہ کاغذ پر اپنا نام و پتہ اور فیملی ممبران کے نام مع بنک رسید ہمیں بھجوادیں۔

FRENDE DER HOMOOPATHIE
Kleyer Str-58-60 60326 Frankfurt / Germany

(الفضل ۲۵/ستمبر ۱۹۴۲ء)

سوال: بحالت سفر روزہ رکھا جا سکتا ہے یا نہیں۔ نیز کتنے میل تک کا سفر ہو جس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

جواب: سفر میں رمضان کا روزہ نہیں۔ البتہ رمضان کے احترام میں برسرعام کھانے پینے سے احتراز کرنا مستحسن ہے۔ سفر اور اس کی مسافت کی کوئی شرعی حد اور تعریف مقرر نہیں۔ اسے انسان کی اپنی تمیز اور قوت فیصلہ پر رہنے دیا گیا ہے۔

خلاصہ

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱)...... اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر اور چلتا چلا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے کیونکہ اس صورت میں روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔

۲)...... اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے جبکہ دن بھر وہاں قیام ہے۔

۳)...... سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر واپس آ جانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۴)...... اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

بیمار اور مسافر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"۔

(بدر ۱۷/اکتوبر ۱۹۰۷ء)

روزہ رکھنے کی عمر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر میں شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ یا ۱۸ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ میرے نزدیک روزوں کا حکم ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ ۱۵ سال کی عمر میں روزے رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے۔ اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر رعب ڈالتے تھے۔ تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت کو بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہئے۔ اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آئے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں۔ اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال ان سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج ان کو روزہ کا عادی بنایا جائے"۔(الفضل ۱۱/اپریل ۱۹۲۵ء)

"بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے۔ اس کے لئے روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ پھر وہ بچہ جس کے قویٰ نشو و نما پا رہے ہیں اور آئندہ پچاس ساٹھ سال کے لئے طاقت کا ذخیرہ جمع کر رہے ہیں اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں ہو سکتا۔ مگر جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا مخاطب ہے وہ اگر روزہ نہیں رکھتا تو گناہ کا مرتکب ہے"۔(الفضل ۲/فروری ۱۹۳۳ء)

مُرضِعہ، حاملہ، بچہ اور طالبعلم

"قرآن میں صرف بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی وضاحت ہے۔ دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بیمار کی حد میں رکھا ہے۔ اسی طرح وہ بچے بھی بیمار کی حد میں ہیں جن کے اجسام ابھی نشو و نما پا رہے ہیں یا کمزور صحت کے ساتھ جو امتحان کی تیاری میں بھی مصروف ہیں۔ ان دنوں ان کے دماغ پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ بعض پاگل ہو جاتے ہیں۔ کئی ایک کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ پس اس سے کیا فائدہ ہے کہ ایک بار روزہ رکھ لیا اور پھر ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے"۔

(الفضل جلد ۱۸ نمبر ۸۸ صفحہ ۳۰۔۳۱)

سوال: طالب علم جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہیں اس کے لئے روزہ رکھنے کی کیا ہدایت ہے؟

جواب: "روزہ کی وجہ سے روزمرہ کی مصروفیات کو ترک کرنے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا۔ اس لئے روزمرہ کے کام کی وجہ سے اگر ایک انسان کے لئے روزہ ناقابل برداشت ہے تو وہ مریض کے حکم میں ہے۔ لیکن اس بارہ میں کلیۃً وہ اپنے اقدام کا خود ذمہ دار ہوگا اور اس سے اس کی نیت اور حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ سلوک کرے گا۔ گویا اپنے حالات کے بارہ میں فیصلہ دینے میں انسان آپ مفتی ہے۔

جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے خواہ وہ پہلے بیمار نہ ہو اس کے لئے روزہ معاف ہے۔ اگر اس کی حالت ہمیشہ ایسی رہتی ہو تو کبھی اس پر روزہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی موسم میں ایسی حالت ہو تو دوسرے وقت میں رکھ لے۔ ہاں تقویٰ سے کام لے کر خود سوچ لے کہ صرف عذر نہ ہو بلکہ حقیقی بیمار ہو"۔(الفضل ۲۲/مئی ۱۹۲۲ء)

(ماخوذ از فقہ احمدیہ)

(باقی آئندہ انشاءاللہ)

محمد افضل کھوکھر شہید

(سعیدہ افضل ۔ کینیڈا)

محمد افضل کھوکھر شہید (گوجرانوالہ) جنوری ۱۹۲۷ء میں گوجرانوالہ شہر میں پیدا ہوئے تھے ۔ان کے دادا صوفی محمد شفیع صاحب اور ان کے والد انشاء اللہ صاحب کاروبار کے سلسلہ میں دہلی چلے گئے تھے۔اس لئے ان کا بچپن اور جوانی دہلی شہر میں گزرا۔اسی دوران یہ کچھ عرصہ کے لئے قادیان تعلیم الاسلام ہائی سکول میں نویں یا دسویں کلاس میں پڑھتے تھے اور ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا کلاس فیلو ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ ۱۹۴۴ء میں جب ایک جماعت احمدیہ کا جلسہ ہوا تھا اور احرار نے جلسہ کے دوران افراتفری پیدا کرکے گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو ان لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرنے اور دفاع کرنے کی ان کو بھی توفیق ملی ۔اکثر اس واقعہ کو سناتے کہ کس طرح ہم نے ان کا مقابلہ کیا اور بھگانے کی کوشش کی تھی۔

پاکستان بننے کے بعد یہ لوگ ۱۹۴۷ء میں واپس اپنے شہر گوجرانوالہ میں آ گئے تھے اور کپڑے کا کاروبار شروع کیا۔دہلی کلاتھ ہاؤس کپڑے کی چند مشہور دکانوں میں سے ایک دکان تھی ۔بہت عرصہ تک بہت اچھا کام رہا۔فروری ۱۹۴۹ء میں ہماری شادی ہوئی اور ہماری ازدواجی زندگی کے ۲۵ سال ایک ساتھ بہت خوشگوار گزرے ۔کچھ نشیب وفراز بھی آئے۔مگر ہمارے تعلقات ایک مثالی زندگی کے تھے۔ اس کی وجہ ایک دوسرے کے والدین کا عزّت واحترام اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک تھا۔ان کے حسن سلوک کی وجہ سے میری والدہ محترمہ اکثر دوسروں کے سامنے ان کے بارہ میں کہا کرتی تھیں کہ میرے اس داماد کا نام بھی افضل ہے اور یہ میرے سب دامادوں میں بھی سب سے افضل ہے۔

افضل صاحب شہید بچپن میں صحیح طریقے سے پورا قرآن مجید تسلسل سے پورا نہ پڑھ سکے تھے مگر شہادت سے چند سال قبل اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیّد حمید الحسن صاحب سے درستگی کے ساتھ سارا قرآن مجید پڑھا اور ختم کیا۔روزانہ صبح کی نماز مسجد سے پڑھ کر آتے اور قرآن مجید کی تلاوت خوش الحانی اور رقت کے ساتھ کرتے تھے سلسلہ کی کتابیں بھی اکثر پڑھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے حالات زندگی کی کتاب حیات نور پڑھ کر آبدیدہ ہوجاتے کہ اللہ میاں کس طرح اطاعت کا جذبہ تھا اور کیسے یہ لوگ تھے۔سبحان اللہ۔

ان کی شہادت کے بعد مولانا اسماعیل منیر صاحب ہمارے گھر ربوہ تشریف لائے تو کہنے لگے کہ بھابھی صاحبہ!ایک دفعہ گوجرانوالہ ملاقات کے دوران افضل صاحب نے مجھے کہا کہ منیر صاحب آپ بڑے خوش قسمت لوگ ہیں کہ آپ کو خدمت دین کا موقع ملا ہے اور دور دراز ملکوں میں جا کر اسلام احمدیت کی خدمت کررہے ہیں۔تو جب مجھے افضل صاحب کی شہادت کا پتہ چلا تو میں نے بے اختیار کہا کہ افضل صاحب آپ تو مجھ سے بھی زیادہ خوش نصیب نکلے ہو جو اسلام احمدیت کا بہت بڑا رتبہ شہید احمدیت آپ کو ملا ہے ۔نہ جانے اُسی وقت کس حسرت یا جذبے سے بات کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو کس رنگ میں پورا کردیا۔

مکرم محمد افضل کھوکھر صاحب شہید

سلسلہ احمدیت اور تمام خلفاء کے دور میں خلیفہ وقت کے ساتھ بہت محبت وعقیدت رہی۔تعلیم تو میٹرک تک تھی مگر مطالعہ کی وجہ سے وسیع نالج تھا۔ایک یا غالباً دو دفعہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھنے کے بعد شوال کے ۶ روزے بھی رکھے۔نماز تہجد بھی اکثر پڑھتے اور اللہ تعالیٰ سے خشوع وخضوع سے بہت دعا کرتے ۔چھوٹے بیٹے بلال احمد کی پیدائش پر جب سب عزیزوں اور رشتہ داروں کو خط لکھے تو یہ بھی ساتھ لکھتے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس بچے کی زندگی بلالی رنگ کی ہو۔حضرت بلالؓ کا نام ان کو بڑا پیارا لگتا تھا۔اس لئے چھوٹے بیٹے کا نام بلال احمد رکھا۔

ہر رشتہ دار کے ساتھ اس طرح کا سلوک وروّیہ ہوتا ۔ہر کوئی یہ خیال کرتا کہ اس کو ہم سے زیادہ تعلق ہے۔خاندان کے سب بچوں کے ساتھ پیار وشفقت کا سلوک ہوتا اور شخصیت کی وجہ سے رعب ہوتا تھا۔چھوٹے بچوں سے بہت پیار کرتے تھے اور بچے بھی بہت جلد مانوس ہوجاتے تھے۔شہادت سے چند روز پہلے کی بات ہے کہ افضل صاحب شہید عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آئے تو میں بستر پر بیٹھی رو رہی تھی۔

باقی صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

مستقبل قریب میں معاشی ترقی کا نقشہ کیا ہوگا

(زبیر خلیل خان ۔ جرمنی)

مشرقی اور جنوبی ایشیا میں معاشی ترقی جس طریق سے جاری ہے اگر یہ رفتار قائم رہی تو واضح نظر آرہا ہے کہ معاشی میدان میں یورپ اور اس کے حلیف شمالی امریکہ کی بالادستی ختم ہو جائے گی ۔گو جاپان نے پہلے ہی بہت ترقی کی ہے لیکن چھوٹا ملک ہونے کے ناطے وہ پوری دنیا پر اتنا اثر نہیں ڈال سکا۔لیکن چین جو کہ ایک بہت بڑا ملک ہے بھارت کے ساتھ مل کر ترقی کی جس راہ پر چل پڑے ہیں ان کی موجودگی میں امید کی جاسکتی ہے کہ آئندہ دنیا میں ایشیا معاشی میدان میں تمام براعظموں سے آگے نکل جائے گا۔

ایشیا کا نظریہ دراصل یورپ کا تھا ۔قدیم یونانیوں نے یہ ٹرم ایجاد کی تھی ۔یوریشیا کے غیر یورپی علاقہ کے لئے وہ ایشیا کا نام استعمال کرتے تھے۔تاریخی لحاظ سے یہ وسیع وعریض برّ اعظم چار حصوں پر مشتمل ہے۔مغربی حصہ جہاں ۱۴۰۰ سو سال تک مسلمانوں کا غلبہ اور حکومت رہی اور اب بھی مسلمانوں کے زیر اثر ہے ۔شمال میں اکثریت خانہ بدوش قبائل کی ہے ۔ جنوب ہندومت تہذیب کا گھوارہ ہے اور مشرق میں چینی تہذیب وتمدّن عروج پر ہے۔علاوہ ازیں جنوب اور مشرق میں چند جزائر بھی شامل ہیں جن میں جاپان، انڈونیشیا اور فلپائن اہم ہیں موجودہ حالات میں مغربی ایشیا میں تیل کی معدنی دولت بہت اہمیت رکھتی ہے ۔ سابقہ سوویت یونین کا کچھ حصہ اور اسکی بچی کھچی ریاستیں شمالی ایشیا کا حصہ ہیں ۔ایشیا کا مشرقی حصہ جو کہ انتہائی گنجان ہے اسی طرح جنوبی ایشیا کا علاقہ جہاں گو مشرق کی نسبت قدرے آبادی کم ہے دونوں مل کر دنیا کی معاشی ترقی میں بہت ہی گہرے اثرات مرتب کرنے والے ہیں۔

سال ۲۰۰۲ء میں کئے گئے بین الاقوامی معاشی تجزیہ کے مطابق مشرقی ایشیا کی ابھرتی ہوئی معیشت نے بین القوامی مارکیٹ میں ۲۴ فیصد اشیاء اپنے علاقہ میں پیدا کرکے مارکیٹ قیمت پر فروخت کیلئے پیش کیں اور پوری دنیا میں یہ علاقہ Purchasing Power Parity میں تیسرے نمبر پر رہا۔اس جگہ یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ دنیا کی آبادی کا ۵۶ فیصد حصہ اس ریجن میں بستا ہے اور ابھی یہاں معاشی ترقی کے بہت زیادہ مواقع موجود ہیں۔

معاشی تاریخ دان Angus Maddison کے تجزیہ کے مطابق ۱۸۲۰ء میں ایشیا کے مشرقی ،جنوبی اور مغربی علاقہ میں دنیا کی ۶۸ فیصد آبادی بستی تھی اور اس وقت Purchasing Power Parity کی بنیاد پر یہ علاقہ دنیا کی GDP کا ۵۹ فیصد حصہ پیدا کرتا تھا۔

۱۸ویں صدی اور ۱۹ویں صدی میں اس علاقہ میں آپس کی جنگوں اور بیرونی جارحیت کے نتیجہ میں یہ علاقہ معاشی ناہمواری اور جمود کا شکار ہوکر بہت نیچے چلا گیا۔۱۹۵۰ء تک ایشیا کا مجموعی حصہ GDP کم ہو کر ۱۸ فیصد رہ گیا حالانکہ دنیا کی آبادی میں اس علاقہ کا حصہ ۵۵ فیصد تھا۔

اب ایشیا دوبارہ انگڑائی لے رہا ہے ۔جاپان پہلے سے ہی جاگ چکا ہے۔۱۹۴۵ء میں جنگی شکست کے بعد جاپان نے حیرت انگیز رفتار کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کیں ۔ساتھ ہی ہانگ کانگ ،تائیوان ، جنوبی کوریا اور سنگاپور بھی جاگ گئے ہیں اور ترقی کی راہوں پر گامزن ہوچکے ہیں ۔۱۹۶۶ء کے بعد اور سہارتو کی زیر قیادت انڈونیشیا بھی ترقی کی منازل طے کرنے لگا ۔علاقے کے دو بڑے ممالک جو غیر ملکی مداخلتوں کی وجہ سے ایک لمبا عرصہ خوفزدہ رہے یعنی چین اور بھارت اپنی اپنی آزادی کے بعد ہی ترقی کے خواہشمند رہے تاہم اب ان کی کوششیں بھی بارآور ثابت ہوتی نظر آرہی ہیں۔

۱۹۸۰ء اور ۱۹۹۰ء کی دہائیوں میں شرقی اور جنوبی ایشیا کے ممالک نے دنیا بھر کی مارکیٹوں کا رخ کر لیا ہے۔ ۱۹۷۳ کے تیل کے بحران اور ۱۹۹۸ء میں ایشیا کی معاشی کساد بازاری کے باوجود مشرقی اور جنوبی ایشیا کے یہ ممالک ۲.۴ فیصد کے حساب سے اپنی معاشی ترقی کی رفتار قائم رکھنے میں کامیاب رہے ۔معاشی تجزیہ نگار Madison کے مطابق ۱۹۷۳ء کے تیل کے بحران کے بعد ایشیا کے یہ ممالک ترقی کی منازل بڑی تیز رفتاری سے طے کر رہے ہیں ۔عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق مشرقی اور جنوبی ایشیا کے ان ممالک میں ۱۹۵۰ء اور ۱۹۷۰ء میں ترقی کی رفتار تین فیصد تھی۔ ۱۹۸۰ء میں رفتار ۴ء۹ فیصد ہوگئی اور ۱۹۹۰ء کی دہائی میں یہ رفتار ۴ء۵ فیصد تک پہنچ گئی۔

مشرقی اور جنوبی ایشیا مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا گھوارہ ہے ۔دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت یعنی بھارت اس علاقہ میں ہے ۔کمیونزم پر عمل کرنے والے چینی یہاں آباد ہیں ۔گو اب وہ بھی دھیرے دھیرے سرمایہ دارانہ نظام کی طرف رجوع کر رہے ہیں ۔۱ء۲۸ بلین لوگ چین میں بستے ہیں ۱ء۰۵ بلین بھارت میں ہیں ۔علاقے میں چار ممالک اور بھی ہیں جہاں آبادی ۱۰۰ ملین سے بڑھ چکی ہے ۔ انڈونیشیا میں ۲۱۲ ملین لوگ بستے ہیں ۔پاکستان ۱۴۵ ملین آبادی کا ملک ہے ۔بنگلہ دیش کی آبادی ۱۳۶ ملین ہے اور جاپان میں ۱۲۷ ملین لوگ آباد ہیں ۔اسی طرح فلپائن میں ۸۲ ملین ،ویت نام میں ۸۱ ملین ،تھائی لینڈ میں ۶۲ ملین ،برما میں ۴۹ ملین ،جنوبی کوریا میں ۴۸ ملین ،ملائشیا میں ۳۴ ملین ،نیپال میں ۲۴ ملین اور بھوٹان ۹ ملین افراد کے ساتھ اس علاقے میں شامل ہے۔

علاقہ میں فی کس آمدنی کے لحاظ سے یہ پانچ ممالک سرفہرست ہیں ۔ہانگ کانگ ،جاپان ،سنگاپور ،جنوبی کوریا اور تائیوان جبکہ بھارت ،ویت

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

نام، پاکستان، بنگلہ دیش، منگولیا، لاؤس کمبوڈیا اور نیپال ابھی کم آمدنی والے ممالک میں ہیں۔ جاپان جو کہ دنیا کی دوسری بڑی معیشت ہے اس کا علاقہ میں بہت اثر ہے۔ ایشیا کی معیشت میں اس وقت اس کا ۵۶ فیصد حصہ ہے۔ جاپان، چین، بھارت اور جنوبی کوریا مل کر ایشیا کی معیشت میں ۸۵ فیصد کے حصہ دار بن چکے ہیں۔ ۲۰۰۲ء کے معاشی تجزیہ کے مطابق چین جاپان سے آگے نکل کر دنیا کی دوسری بڑی معیشت کے طور پر ابھر رہا ہے۔ بھارت اور جاپان کے ساتھ مل کر چین نے ایشیا کی تین چوتھائی معیشت پر قبضہ کر لیا ہے۔

ایشیا کے اکثر ممالک نے حال ہی میں معاشی میدان میں بہت ترقی کی ہے۔ چین میں فی کس آمدنی ۸ء۸ فیصد بڑھی ہے، ویت نام میں ۶ فیصد۔ انڈیا، سنگاپور اور جنوبی کوریا میں ۵ فیصد۔ بنگلہ دیش، ملائشیا، سری لنکا اور تھائی لینڈ میں ۳ تا ۴ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ہانگ کانگ اور نیپال میں یہ رفتار ۲ فیصد رہی۔ سب سے پیچھے رہ جانے والی معیشت پاکستان اور فلپائن کی تھی جہاں یہ اضافہ صرف ایک فیصد ہوا۔ انڈونیشیا میں غیر متوقع طور پر حالات بالکل ہی ناموافق رہے۔

بین الاقوامی تجارتی منڈی میں ایشیا، کا حصہ بتدریج بڑھ رہا ہے۔ لگتا ہے چین جلد ہی جاپان سے سبقت لے جائے گا۔ اس وقت چین کا حصہ برطانیہ کے حصہ کے برابر ہو چکا ہے۔ یہی حال صنعتی تجارت کا ہے۔ ۱۹۸۵ء میں ایشیا کا حصہ ۲ء۲ فیصد تھا اور اب یہ ۵ء۶ فیصد ہو گیا ہے۔ تجارتی شراکت ۲ء۷ فیصد سے بڑھ کر ۱ء۱۲ فیصد ہو گئی ہے۔

مشرقی ایشیا میں چین کی امریکہ کے ساتھ تجارت کے نتیجہ میں چین کا تجارتی سرمایہ ۲۸ بلین ڈالر سے بڑھ گیا ہے۔ حالانکہ اس دورانیہ میں جاپان، تائیوان، جنوبی کوریا، انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائن اور تھائی لینڈ تمام ممالک نے مل کر امریکہ کے ساتھ تجارت کی اور تجارتی سرمایہ ۲۶ بلین ڈالر رہا۔ سرمایہ کاری کے لحاظ سے مشرقی اور جنوبی ایشیا بہت زرخیز ہے۔ پچھلے سال یہ سرمایہ کاری ۱۱۳ بلین ڈالر تھی جو اس سال بڑھ کر ۲۴۶ بلین ڈالر ہو چکی ہے اور تمام تر اضافہ چین اور بھارت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

۲۰۰۱ء میں چین کی اوسط پیداوار ۴۴۰۰ ڈالر فی کس کے معیار کی تھی۔ بھارت میں یہ شرح ۲۶۰۰ ڈالر رہی۔ ترقی یافتہ ممالک میں یہ اوسط ۲۸۰۰۰ ہزار ڈالر ہے۔ یہ فرق اتنا زیادہ ہے کہ فوری طور پر یہ فاصلے ختم ہوتے نظر نہیں آتے۔ کیونکہ ترقی یافتہ ممالک بھی اپنی ترقی کو قائم رکھنے کے درپے ہیں۔ بہرحال چین ترقی کی رفتار بڑھانے میں بہت حد تک کامیاب ہو گیا ہے اور بھارت بھی ۸ فیصد کی شرح حاصل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ بچتوں کا معیار بڑھ رہا ہے۔ بے تحاشہ سرمایہ کاری جاری ہے۔ معاشی ترقی کی رفتار، بچتوں کا رجحان، ترقی کی دوڑ میں آگے نکلنے کے لئے منصوبہ بندی صاف بتا رہی ہے کہ وہ دن اب دور نہیں جب کہ ایشیا کا مشرقی اور جنوبی علاقہ معاشی ترقی کے میدان میں بہت آگے نکل جائے گا۔ یورپ ماضی ہے، شمالی امریکہ حال ہے اور ایشیا مستقبل ہے۔ اس میں وقت کتنا درکار ہو گا اس کا علم ابھی کسی کو نہیں۔

❁❁❁❁❁

دنیائے مذاہب

ہم جنس پرست بشپ کے انتخاب پر

اینگلیکن چرچ میں شدید اختلافات

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

اینگلیکن چرچ آج کل ایک زلزلہ سے دوچار ہے۔ جیسا کہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے اس فرقہ سے منسلک چرچز جو برطانیہ، امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور ایشیا میں واقع ہیں اور جن سے وابستہ افراد کی تعداد ستّر ملین بیان کی جاتی ہے سخت گومگو کی کیفیت میں ہیں اور اس کے اتحاد کو سخت خطرہ درپیش ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل بیانات سے ظاہر ہے۔

ویسے یہ کوئی انوکھی صورت حال نہیں۔ عیسائیت پہلے ہی کئی اندرونی تضادات کا شکار ہے۔ ان کو سمجھ نہیں آتی کہ بائبل کو حرف بحرف درست سمجھ کر اس پر عمل کریں یا اُسے ناقابل عمل قرار دے کر جدید حالات کے مطابق نئی راہیں اختیار کر لی جائیں۔ مثلاً بائبل کے مطابق سوائے بدکاری کے کسی بھی بنا پر طلاق دینا حرام ہے اور طلاق دینے والے اگر دوبارہ شادی کریں تو زناکار ٹھہرائے جائیں گے۔ لیکن آج کل چرچوں میں طلاق شدہ افراد کی دوبارہ شادیاں درست تسلیم کی جاتی ہیں۔ پھر بائبل کے مطابق عورتیں پریسٹ (Priest) نہیں بن سکتیں مگر بنائی جا رہی ہیں۔ پھر بائبل ہم جنس پسندی کو ایک بڑا گناہ قرار دیتی ہے جبکہ بعض چرچ ہم جنس پسندوں Homosexuals کے نکاح تک پڑھانے لگے ہیں۔

اس کے علاوہ بائبل میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو سائنس یا عقل کی رو سے درست تسلیم نہیں کی جا سکتیں مثلاً تخلیق آدم کی کہانی، طوفان نوح کا ساری دنیا پر محیط ہونا اور نوحؑ کی کشتی میں کروڑوں انواع کے جانوروں کا سما جانا وغیرہ۔

الہام خدا کا قول ہوتا ہے اور سائنس اس کا فعل۔ خدا کے قول و فعل میں چونکہ تضاد نہیں ہو سکتا اس لئے بائبل کی حفاظت مشکوک ٹھہرتی ہے۔

جس بات پر اب طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے وہ مختصراً یہ ہے کہ جون ۲۰۰۳ء میں اینگلیکن چرچ سے وابستہ New Hampshire Diocese نے کینن رابنسن (Canon Robinson) کو باوجود اس کے کہ وہ کھلم کھلا طور پر اپنے آپ کو ہم جنس پسند کہتے ہیں بشپ منتخب کر لیا۔ ان کے کام سنبھالنے (Consecration) کا دن ۲ نومبر ۲۰۰۳ء مقرر ہوا ہے۔ ان کے انتخاب پر امریکہ کے دیگر اینگلیکن چرچوں میں بے چینی پیدا ہوئی۔ وہ جولائی میں ورجینیا میں اکٹھے ہوئے اور اعلان کیا کہ اگر اس انتخاب پر عمل ہوتا ہے تو وہ نیو ہیمپشائر کے چرچ کو باقی چرچوں سے علیحدہ کر دیں گے یعنی اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیں گے۔ دوسرے ملکوں کے چرچوں نے بھی اس فیصلہ کی تائید کر دی جس پر اینگلیکن چرچ کے عالمی سربراہ آرچ بشپ آف کنٹربری، انگلینڈ، روون ولیمز (Rowan Williams) کو فکر پڑی اور انہوں نے ۳۷ چرچوں کے سربراہوں کو ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو لندن بلایا۔ شرکاء میٹنگ میں سے بہت سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ امریکہ کے چرچوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔ لیکن آرچ بشپ ولیمز نے یہی کہا کہ جو کچھ ہوا ہے اچھا نہیں ہوا لیکن رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جلد بازی میں کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ چنانچہ ان کی بات مانتے ہوئے سبھی نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ لیکن اینگلیکن چرچ کے بہت سے رہنماؤں نے اس فیصلہ پر تعجب کا اظہار کیا ہے اور اسے ولیمز کی کمزوری قرار دیا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ رائے بھی دی ہے کہ اس نئے زمانہ میں چرچ کو جنسی معاملات سے علیحدہ رہنے کی پالیسی اختیار کرنی چاہئے ورنہ لوگ اس چرچ سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اخباروں میں جو آراء ظاہر کی گئی ہیں ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

❁......ڈاکٹر پیٹر جینسن (Peter Jensen) آرچ بشپ آف سڈنی نے ریڈیو BBC کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

”یہ کوئی ٹھیک بات نہیں کہ ہم جھوٹ موٹ یہ کہیں کہ (اینگلیکن چرچ میں) پھوٹ نہیں پڑی یا یہ کہ اس اچھی دنیا میں سب کچھ ٹھیک ہی ہو گا۔ جبکہ درحقیقت یہ ٹھیک نہیں ہوا“۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ پھر چرچ کا وجود کس طرح قائم رہ سکتا ہے تو انہوں نے جواب دیا: ”یہ نہیں رہ سکتا“۔

❁......ایشیا اور افریقہ کے قدامت پسند آرچ بشپوں نے کہا: کینن رابنسن (Canon Robinson) کی تقرری ترقی پذیر ملکوں میں غیر عیسائی بنانے کی کوششوں کی جڑوں کو کاٹنے کے مترادف ہے۔ بائبل کے مطابق کوئی ہم جنس پسند شخص مذہبی رہنما نہیں بنایا جا سکتا۔

❁......دی سنڈے ٹائمز لندن (۱۹/اکتوبر ۲۰۰۳ء) میں جان ہمفریز (John Humphrys) لکھتے ہیں: ڈاکٹر ولیمز اپنے آپ میں یہ ضرور سمجھتے ہوں گے کہ ایسے لوگوں سے کوئی برتاؤ نہیں ہو سکتا جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ بائبل میں جو کچھ لکھا ہے وہ حرف بحرف ٹھیک ہے اور اس میں ہمارے ہر اس سوال یا مخمصہ (Delimma) کا حل موجود ہے جس کا ہمیں آج سامنا ہے۔ ان کے نزدیک بائبل نے ہمیں سہارا دے کر اٹھایا ہوا ہے جبکہ بات یہ ہے کہ یہ دنیا مسلسل تبدیل ہو رہی ہے اور خود عیسائیت کو بھی جدید علم سے پیدا شدہ حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا چاہئے۔ ڈاکٹر ولیمز اس خیال کے نہیں ہیں کہ ہم جنس پسند افراد نے خود اپنے آپ کو گناہگار بنانا پسند کیا ہے اور اس کا علاج بھی اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ خود ایسا ارادہ کریں۔

بالآخر ہم جنس پسندی (Homosexuality) ایک ایسی چٹان ثابت ہو سکتی ہے جس کے ساتھ ٹکرا کر چرچ کی وحدت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ بطور سربراہ چرچ یہ صورت حال ڈاکٹر ولیمز کے لئے تباہ کن ثابت ہو گی اور اس سے دوسروں کی تباہی کا بھی آغاز ہو گا۔

❁......اخبار، دی انڈی پنڈنٹ لندن اپنے ادارہ میں لکھتا ہے: ڈاکٹر ولیمز کا صفائی کے ساتھ ہم جنس پسندی پر رائے دینا تو بہت دور کی بات ہے۔ انہوں نے تو ایک سیاستدان کی سطح پر نیچے اتر کر بات کی ہے وہ اس نقطہ نظر پر چمٹے رہے جس سے اینگلیکن چرچ کا بطور ایک تنظیم مفاد پیش نظر رہے۔

❁......سنڈے ٹیلیگراف لندن (۱۹/اکتوبر ۲۰۰۳ء) میں اے۔ این۔ ولسن (A.N.Wilson) لکھتے ہیں:

آرچ بشپ کنٹربری روون ولیمز نے ایک دن تو خیریت سے گزار لیا لیکن یہ صرف وقتی بات ہے۔ انہوں نے ۳۸ بشپوں کو وقتی طور پر تو آمادہ کر لیا کہ جلد بازی میں کوئی قدم نہ اٹھائیں گے۔ لیکن مطلب یہی نکلتا ہے کہ ایسے بشپ جو اس تبدیلی کے مخالف ہیں وہ اپنا چرچ الگ کر لیں گے...... ہمیں توقع تھی کہ زمانۂ جدید میں انسانی زندگی میں جو تنوّع ہے اس کے پیش نظر چرچ جنسی معاملات میں خاموشی اختیار کرنے کا موقف اختیار کرے گا۔ نظر آتا ہے کہ ان کا ایسا نہ کر سکنا ان کے زوال کو قریب کر دے گا۔

❁......امریکہ کے آرچ بشپ Frank Griswold نے کہا کہ ۲ نومبر کو کینن رابنسن کی اس عہدہ پر تقرری پروگرام کے مطابق وقوع میں آجائے گی اور مَیں خود بھی اس میں شرکت کروں گا۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ یہ بات ٹل جائے تو انہوں نے یہ دلچسپ جواب دیا کہ (مسیح کی) آمد ثانی (Second Coming) ہی اس کو ٹال سکتی ہے۔

اگر ہماری بات ان تک پہنچ سکے تو ہم گزارش کریں گے کہ مسیح کی آمد ثانی تو ہو چکی لیکن الٰہی نوشتوں میں یہی مقدر تھا کہ دنیا اس کو قبول نہ کرتی جب تک اس کی تائید میں خدا کے زور آور حملے اس کی سچائی کو ثابت نہ کر دیتے۔ آنے والے نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ ’لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے‘۔ لوط کی زمین کا واقعہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ وہ ایسی زمین تھی جو ہم جنس پسندی (Homosexuality) کے گناہ سے بھر گئی تھی اور اس کے باسیوں نے مامور زمانہ حضرت لوط علیہ السلام کی آواز کو جب قبول نہیں کیا تھا تو وہ زمین زیروزبر کر دی گئی تھی۔ افسوس آج پھر لوط کی زمین کے واقعات فخریہ انداز میں دہرائے جا رہے ہیں۔ توبہ کرنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے ورنہ خدا کی سنت تبدیل نہیں ہوا کرتی۔

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶/جون ۲۰۰۳ء میں مکرم حمیداللہ ظفر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ سے بہت عرصہ پہلے تعارف ہوا جو بعد میں مضبوط ہوتا رہا۔ آپؒ غرباء کی مدد کیلئے ہر وقت آمادہ و کوشاں رہتے تھے۔ میرے ایک دوست کے والد کی وفات ہوگئی تو گھر میں مالی تنگی بڑھنے لگی۔ اُن کی ہمشیرہ نے سکول ٹیچرس کا کورس کیا ہوا تھا لیکن ملازمت نہیں ملتی تھی۔ مَیں نے یہ حالات آپؒ کی خدمت میں تحریر کئے تو آپؒ اُن دنوں کسر صلیب کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن جارہے تھے۔ لیکن مجھے خط لکھ کر بھجوادیا جس میں محترم راجہ غالب احمد صاحب (لاہور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ایک اعلیٰ عہدیدار) کے نام بھی میری مدد کرنے کے لئے خط تھا۔ اگلے ہی روز میرے نام ایک منی آرڈر آیا جس میں آپؒ نے کچھ رقم بھجواتے ہوئے لکھا کہ جب تک اس کی بہن کی ملازمت کا انتظام نہیں ہو جاتا، یہ مدد قبول فرماویں۔

اسی طرح بہت سے غرباء کی مدد کا مَیں خود گواہ ہوں۔ میرے گاؤں کے ایک دوست کافی عمر کے تھے، مالی تنگی کی وجہ سے ربوہ آئے لیکن کوئی روزگار نہ مل سکا۔ مَیں نے آپؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ یہ اُس شخص کا بیٹا ہے جو مرغی کے انڈوں پر بھی چندہ دیا کرتا تھا، آج اس کے گھر کئی کئی روز چولہا نہیں جلتا......۔ آپؒ نے کوشش کرکے اُسے مسجد اقصیٰ کے خادم مسجد کے طور پر کام دلوادیا۔

مجھے ذاتی طور پر ایک بار بڑے مالدار شخص سے قرض لینا پڑا لیکن کوشش تھی کہ کسی نیک مومن سے قرض لے کر اُس شخص کو واپس کردوں تاکہ اُس کی باتیں نہ سننی پڑیں۔ جب اجتماع کے موقعہ پر ربوہ آیا تو آپؒ سے ملاقات ہوئی۔ خیال آیا کہ کیوں نہ اس پیارے اور محسن کا مقروض بن جاؤں۔ چنانچہ عرض کی کہ مجھے آپ سے ذاتی کام ہے۔ فرمایا: دفتر آجاؤ۔ مَیں نے جاکر عرض کیا کہ مذکورہ بالا وجہ سے اتنی رقم بطور قرض چاہئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ مَیں نے کچھ عرصہ قبل بچی کی شادی کی ہے، اتنی رقم میرے پاس نہیں ہے لیکن مَیں انتظام کردیتا ہوں۔ آپ درخواست لکھ دیں اور مدت بھی لکھ دیں کہ کب سہولت سے واپس کرسکیں گے۔ پھر آپؒ نے بطور صدر انصاراللہ رقم کا بندوبست کیا۔ مَیں نے لکھا کہ اگست تک رقم واپس کردوں گا۔ لیکن جب اگست آیا تو میرے پاس رقم نہیں تھی۔ مَیں نے آئندہ سال اپریل تک مہلت دیئے جانے کی درخواست کی جو منظور فرمالی۔ اپریل میں میرے پاس رقم تو تھی لیکن ربوہ لے جانے میں تاخیر ہوتی گئی اور آخر ۲۰/مئی کو آپؒ کے دفتر میں حاضر ہوا۔ کافی دیر بیٹھا رہا لیکن آپؒ نے ایک بار بھی یاد نہیں دلایا کہ رقم کب دوگے۔ جب مَیں نے کافی دیر بعد خود عرض کیا تو فرمایا کہ شاہ صاحب کو جمع کروادیں۔ مَیں نے رقم جمع کروائی تو رسید پر لکھا تھا کہ حضرت میاں صاحبؒ کے حساب میں وصول پائی۔ میرے پوچھنے پر پتہ چلا کہ جب میں نے مہلت مانگی تھی تو آپؒ کے پاس رقم موجود تھی چنانچہ آپؒ نے انصاراللہ کو ساری رقم ادا کرکے میرا قرض اپنے حساب میں منتقل کروالیا کہ جب میرے پیسے آئیں گے تو آپؒ کو مل جائیں گے۔

ایک روز نماز مغرب پر ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ مَیں نے ایک ولیمہ میں جانا ہے مگر ابھی نصف گھنٹہ ہے، آئیں سیر کرتے ہیں۔ پھر آپؒ نے اپنی سائیکل پکڑی تو مَیں نے کوشش کی کہ سائیکل مَیں پکڑلوں لیکن آپؒ نہ مانے، پھر التجا کی لیکن یہی جواب تھا، پھر زور سے جسارت کی لیکن فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اپنا سائیکل مَیں خود ہی پکڑوں گا۔

......❀......❀......❀......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸/جون ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ حضورؒ شفقت و عنایت کا ابر باراں تھے۔ میری بیٹی نے MTA پر اردو کلاس دیکھی تو معصومیت سے حضورؒ کی خدمت میں خط لکھ دیا کہ خوش نصیب بچے حضورؒ کے ساتھ دعوت میں شریک ہیں اور مَیں گھر میں دال کھارہی ہوں۔ ہمیں اس خط کا علم نہ تھا۔ چند دن بعد ربوہ سے پانچ سو روپے کا منی آرڈر آیا کہ حضورؒ نے ہدایت فرمائی ہے کہ بچی کے لئے ویسی ہی ضیافت کا اہتمام کیا جائے۔

......❀......❀......❀......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸/جون ۲۰۰۳ء میں مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا چھوٹا بھائی ندرت ریاض دعوت الی اللہ کے وفد کے ساتھ ربوہ آیا تو بیمار ہوگیا اور بیماری نے ایسی شدت اختیار کرلی کہ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے کر کہا کہ یہ کچھ ہی دیر کا مہمان ہے۔ بظاہر سارا جسم مُردہ ہوچکا تھا اور سانس بمشکل آرہا تھا۔ سارا خاندان پریشانی کے عالم میں اکٹھا ہوچکا تھا۔ دعا کا ہی سہارا تھا اس لئے فوراً حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی خدمت میں ساری صورتحال بیان کرکے فیکس کردی۔ جلد ہی جوابی خط موصول ہوا کہ "آپ کا خط حضور کی خدمت میں موصول ہوا، حضور نے دعا کی، خداتعالیٰ فضل فرمائے اور شفاء کاملہ عطا فرمائے"۔

ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ہم اپنے بھائی کو شیخ زاید ہسپتال لاہور لے آئے۔ وہاں چار دن بعد بھائی نے آنکھیں کھول دیں جبکہ قومہ کی حالت کو سات روز گزر چکے تھے۔ آہستہ آہستہ طبیعت سنبھلنے لگی اور جلد ہی معجزانہ شفا عطا ہوگئی۔

......❀......❀......❀......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۳/جون ۲۰۰۳ء میں مکرم حنیف احمد محمود صاحب رقمطراز ہیں کہ جب حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے تحریک وقف نو کا اعلان فرمایا تو مَیں اپنی فیملی کے ہمراہ سیرالیون کے شہر Bo میں مقیم تھا۔ میری تین بیٹیاں تھیں اور میری اہلیہ امید سے تھیں اس لئے طبعاً اولاد نرینہ کی خواہش تھی۔ مَیں نے ہونے والے بچہ کو وقف کرتے ہوئے حضورؒ کی خدمت میں ہر ہفتہ خط لکھنے کا فیصلہ کیا۔ حضورؒ کے بہت تسلّی آمیز جواب موصول ہوئے۔ ایک بار تحریر فرمایا: "دینی کاموں میں ہمہ تن مصروف رہیں۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ چندے ماہتاب لڑکے سے نوازے گا"۔

جب بچہ کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو اندرونی پیچیدگی کی وجہ سے بلیڈنگ شروع ہوگئی۔ ڈیوٹی پر موجود عیسائی ڈاکٹر فریزر میرے پاس آئے اور حیرت کا اظہار کیا کہ اندرونی جریان خون کے باوجود زچہ و بچہ کس طرح زندہ ہیں اور یہ کہ اُن کی زندگی میں ایسے پیچیدہ کیس میں یہ پہلے زچہ بچہ تھے جو زندہ تھے۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ ایک عظیم روحانی ہستی نے دعائیں کر رکھی ہیں جو خدا کے حضور مقبول ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر فوراً کھڑے ہوگئے اور پوچھا کہ کیا مَیں بھی ایسی ہستی کو دیکھ سکتا ہوں۔ مَیں نے انہیں قرآن کریم اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا انگریزی ترجمہ دیا اور بتایا کہ حضورؒ دو تین ماہ تک سیرالیون آنے والے ہیں۔ پھر ڈاکٹر موصوف کی حضورؒ سے ملاقات بھی کروادی۔

حضورؒ کی خدمت میں اپنے خطوط میں ہم نے سیرالیون کے معاشی حالات کی خرابی کا ذکر کیا تو حضورؒ نے جواباً تحریر فرمایا کہ "اس بچہ کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ اس ملک کے حالات بدل دے گا"۔ چنانچہ حکومت نے معاشی استحکام کے کئی اقدامات کئے اور ہمارا شہر جو بجلی کی نعمت سے محروم تھا وہاں بجلی بھی آگئی۔

......❀......❀......❀......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶/جون ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب کے مضمون میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے گئے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ حضورؒ بچپن سے ہی نہایت ذہین اور زیرک تھے۔ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتے۔ جب وقت ملتا تو کھیل میں حصہ لیتے۔ ہمیں جب بھی شکار کے لئے کارتوس یا بندوق کی ضرورت ہوتی، درخواست کرنے پر فوراً مل جاتی۔ آپؒ کا کیمرہ بھی ہفتوں ہمارے قبضہ میں رہتا۔ ایک بار مجھے مہمانوں کو لاہور لے جانے کے لئے کار کی ضرورت پڑی تو فوراً چابیاں دیدیں۔ پھر دیکھا تو کار کی بیٹری بہت ڈاؤن تھی۔ فرمایا چلو دھکیل کر سٹارٹ کرتے ہیں۔ رات دس بجے کا وقت تھا۔ آپؒ نے حکماً مجھے ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھایا اور خود دھکیلنا شروع کیا لیکن گاڑی سٹارٹ نہ ہوئی۔ اتنی دیر میں مکرم سید خالد شاہ صاحب اور مکرم سید قاسم شاہ صاحب آگئے تو ہم نے اصرار کرکے حضورؒ کو ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھایا اور پھر گاڑی سٹارٹ ہوگئی۔

خلافت سے قبل ہی آپؒ کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور قبولیت دعا کا نشان عطا ہوا تھا۔ ایک دفعہ خاکسار کے ایک دوست سخت مشکل میں پھنس گئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مسجد مبارک میں نہایت عاجزی سے دعا کر رہے تھے کہ سجدہ میں اُن کو اشارہ ہوا کہ جو شخص اُن کے دائیں جانب کھڑا ہے، اُسے دعا کے لئے عرض کرو کیونکہ اُس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ انہوں نے سلام پھیر کر دیکھا تو یہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب تھے۔

حضورؒ کی خلافت سے اطاعت اور محبت بھی مثالی تھی۔ ایک بار مجھے حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک معاملہ میں ضروری مشورہ کرنا ہے میاں طاہر احمد صاحب کو جلد بلالاؤ۔ مَیں

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳/جون ۲۰۰۳ء کی زینت بننے والی مکرم جمیل الرحمٰن صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

گلشن میں شور ہے بپا تازہ بہار کا
موسم پھر آ گیا نئے قول و قرار کا
مسرور و مطمئن ہے فضا کوئے یار کی
دل نغمہ زن ہے اہل محبت شعار کا
عمر دراز دے اسے یا ربّ ، ہمیں وفا
یکتائے روزگار ہو رشتہ یہ پیار کا
جو حکم ہو ، وہ نذر گزاروں میں سیدی
اپنا تو کچھ نہیں ہے ترے جاں نثار کا

......❀......❀......❀......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۴/جون ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

قرب کا طالب رہا ، قربِ خدا کو پا لیا
بندۂ حق نے بسرعت مدعا کو پا لیا
زندگی کا لمحہ لمحہ وقف تھا جس کے لئے
جان کی بازی لگا کر اس خدا کو پا لیا
کون کہتا ہے کہ تُو موجود اب ہم میں نہیں
کام زندہ ہیں ترے ، تُو نے بقا کو پا لیا
زندۂ جاوید آقا ! رحمتیں تجھ پر مدام
جاکے بھی جانے نہ والے! برکتیں تجھ پر مدام

نے آپؒ کو حضورؒ کا پیغام دیا تو آپؒ سلیپر پہنے ہوئے تھے۔ اُسی حالت میں قریباً دوڑتے ہوئے روانہ ہوئے کہ حضورؒ نے فوری طلب فرمایا ہے۔

ایک بار مجھے میر رسول بخش تالپور صاحب سینئر وزیر نے بتایا کہ اُن کا خاندان صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی بہت عزت کرتا ہے کیونکہ ایک بار اُن کے بڑے بھائی میر علی احمد تالپور کا، جو وزیر تھے ، وزیراعظم بھٹو سے کابینہ کی میٹنگ میں اختلاف ہوگیا۔ اسی وقت اطلاع آئی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب آئے ہیں۔ بھٹو نے آپؒ کو وہیں بلالیا۔ آپؒ نے آکر ماحول کو دیکھا تو بھٹو سے میر صاحب کے بارہ میں کہا کہ یہ سندھ کا ایک معزز خاندان ہے اور اختلاف کرنے پر ناراضگی اچھی نہیں لگتی۔ تالپور صاحب نے بتایا کہ ہماری والدہ محترمہ اور دیگر افراد خانہ میاں صاحب کی حق گوئی اور بزرگی کی بہت عزت کرتے ہیں۔

مکرم تالپور صاحب نے کہا کہ وہ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ جب آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مَیں خود اُن کے دفتر میں جاؤں گا۔ چنانچہ آپ ایک روز تشریف لے گئے تو تالپور صاحب نے لفٹ کے دروازہ پر آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے کھدر کا جوڑا زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ تالپور صاحب کو بہت پسند آیا اور کہا کہ انہیں بھی اس کپڑے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد آپ نے ربوہ سے میرے ہاتھ ایک تھان اُسی کپڑے کا اُنہیں بھجوادیا۔

خلیفہ بننے کے بعد جب حضورؒ پہلی بار سندھ کے دورہ پر تشریف لائے تو ایک بار ایک سندھی وڈیرہ صاحب ناصر آباد کے لان میں ایک سرکش گھوڑی لائے جو کسی کو نہ سوار ہونے دیتی تھی نہ اپنی پیٹھ پر زین کسنے دیتی تھی۔ حضورؒ نے اپنی پگڑی خاکسار کو پکڑائی اور چھڑی ایک دوسرے صاحب کو۔ پھر دو چار چکر گھوڑی کے گرد لگائے، اس کو تھپکی دی اور اچانک گھوڑی کی ننگی پیٹھ پر چھلانگ لگاکر سوار ہوگئے۔ گھوڑی سرپٹ دوڑ پڑی، سب کی چیخیں نکل گئیں، گھوڑی نے گرانے کا پورا زور لگایا لیکن حضورؒ اسے پورے قابو میں رکھے ہوئے تھے۔ لان کے چار پانچ چکر لگاکر جب گھوڑی تھک گئی تو حضورؒ نیچے تشریف لائے۔ گھوڑی کے مالک بولے کہ انہوں نے حضورؒ جیسا شہ سوار کبھی نہیں دیکھا۔

خلافت کے بعد حضورؒ نے اپنی ذاتی گاڑی خاکسار کو دیدی تھی۔ آپؒ حکم دیا کرتے کہ فلاں صاحب کو تیل وغیرہ ڈال کر گاڑی دیدوں اور تیل اور مرمت کی قیمت آپؒ سے وصول کرلوں۔ جب مجھے معاون ناظر ضیافت مقرر فرمایا تو کئی ہدایات بھی دیں چنانچہ کئی ڈیپ فریزر خریدے گئے جن میں گوشت بھون کر اور شامی کباب بناکر رکھے جاتے۔ ملاقات کی غرض سے آنے والے ہزاروں افراد کے لئے فوری انتظام مشکل ہوجاتا تو ابلتے پانی کی دیگیں تیار رکھی جاتیں۔ بعض اوقات حضورؒ فون پر ارشاد فرماتے کہ اگر کھانے میں دیر ہے تو ربوہ کی تمام دکانوں سے مٹھائی اٹھوالو۔

حضورؒ کے منہ مبارک سے جو بات نکلتی اللہ تعالیٰ اُسے پورا فرمادیتا۔ جب مجھے دل کی تکلیف ہوئی تو ICU میں مجھے حضورؒ کا پیغام بذریعہ فیکس ملا کہ انشاءاللہ جلد صحت مند ہوکر گھر چلے جاؤ گے، دین کی خدمت جاری رکھنا۔

❀ ❀ ❀

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۴/جولائی ۲۰۰۳ء میں مکرم سید ساجد احمد صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ بننے سے کچھ عرصہ قبل حضورؒ امریکہ تشریف لائے تو چند روزہ معیت میں ایک یہ بات آپؒ سے سیکھی کہ سفر وغیرہ سے واپسی پر نماز کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیتے ہوئے جلدی سے ادا نہ فرماتے۔ بلکہ پہلے اُن کاموں سے فارغ ہولیتے جو نماز میں پوری توجہ دینے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہوں پھر محویت کے ساتھ نماز میں مصروف ہوجاتے۔

خلیفہ بننے سے قبل ایک بار آپؒ سے دفتر وقف جدید میں ملاقات ہوئی تو آپؒ نے بہت سے معاملات پر گفتگو فرمائی مثلاً انقلاب ایران میں آڈیو ٹیپس کا کردار اور اس حوالہ سے دعوت الی اللہ کے لئے ٹیپس کا استعمال۔ چنانچہ خلیفہ بننے کے بعد آپؒ نے اس حوالہ سے انقلابی اقدامات فرمائے۔ اسی طرح آپؒ کو احمدیوں کی فلاح و بہبود کا بھی بہت خیال تھا۔ آپؒ ایسی صنعتوں کا علم احمدیوں کو مہیا کرنے پر توجہ دے رہے تھے جن میں کم سرمایہ لگاکر اچھا منافع کمایا جاسکتا ہے اور اس کام کے لئے دنیا کے مختلف ممالک میں مقیم احمدی سائنسدانوں اور تاجروں کے باہمی رابطوں اور تعاون کے لئے بھی نصائح فرماتے رہتے تھے۔

❀ ❀ ❀

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۱/جولائی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالسمیع نون صاحب اپنے مضمون میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابع کا ذکر خیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ۵/اکتوبر ۱۹۷۴ء کو سرگودھا کے بیشتر احمدیوں کی املاک لوٹ لی گئیں یا نذر آتش کردی گئیں۔ انہی میں حضرت مرزا عبدالحق صاحب اور مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب بھی شامل تھے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کسی دوست کے مکان کے ایک کمرہ میں منتقل ہوگئے جس کا فرش ناہموار اینٹوں کا تھا۔ اس میں دری بچھاکر کافی عرصہ گزارا۔ اس دوران آپ کو چارپائیوں، بستروں اور رقوم کی بہت پیشکش ہوئی مگر آپ نے ہمیشہ معذرت ہی کی۔ حتیٰ کہ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے ہزار ہا روپے ایسے دوستوں کی بحالی کے لئے بھجوائے لیکن مذکورہ دونوں اصحاب نے ایسی کوئی مدد لینے سے بھی معذرت ہی کی۔ اس معذرت کے بارہ میں رپورٹ جب حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی خدمت میں ارسال کی گئی تو آپؒ نے فرمایا کہ اِنہوں نے کوئی رقم لینی ہی نہیں تھی، مجھے معلوم تھا، مَیں ان کے لئے الگ دعا کررہا ہوں۔

اس موقع پر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اپنی کار اس تاکید کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو بھجوادی کہ آپکے پاس کوئی سواری نہیں ہے اور سانس پھولنے کی بیماری کے باعث آپ پیدل بھی نہیں چل سکتے اسلئے یہ موٹر کار رکھ لیں۔ تاہم محترم ڈاکٹر صاحب نے جواب میں لکھا کہ آپ میرے محسن اور میرے بھائی ہیں، میرے آقا کے لخت جگر اور خلیفہ وقت کے بھائی ہیں، آپ کا احسان عمر بھر نہ بھولوں گا۔ مگر 12X9 فٹ کا کمرہ میری ساری کائنات ہے، نہ گھر ہے نہ کلینک۔ مَیں نے کہیں نہیں جانا ہوتا۔ مَیں یہ سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ اگر مَیں کسی سے کوئی شے آج اس بے بسی کے دَور میں وصول کروں تو وہ کہے گا:

”او بے غیرت مسعود! ساری عمر مَیں نے تمہیں موجیں کرائیں، اگر ایک معمولی سا جھٹکا دیا ہے تو تمہیں اب شک پڑ گیا ہے کہ میرے خزانے میں تیرے لئے اب کچھ نہیں رہا“۔

❀ ❀ ❀

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۶/جولائی ۲۰۰۳ء میں مکرمہ قدسیہ بیگم صاحبہ اپنے مضمون میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ حضورؒ کے ساتھ کئی رشتے تھے لیکن سب سے بڑا رشتہ خلافت کا تھا اور پھر قادر کی شہادت پر جو ہم سے غیر معمولی ہمدردی کی۔

بچپن سے ہی آپؒ کی طبیعت میں بے حد مزاح تھا۔ آپؒ کی وفات کے بعد وہ خط نکالے جو آپؒ نے بچپن اور لڑکپن میں لکھے تھے۔ اگرچہ ہمارے والدین نے پردہ کے معاملہ میں بہت سختی کی تھی لیکن ایک دو کزن ایسے تھے جن سے بے تکلّفی تھی اور خط و کتابت بھی ہوتی تھی۔ ان میں آپؒ بھی تھے۔ بے تکلّفی بھی تھی اور لڑائی بھی ہوجاتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ کم عمری کے تعلق اور واسطے کے باوجود کبھی کوئی بے وقری بات نہیں دیکھی۔ مزاح اپنی جگہ مگر ایک بڑے آدمی کی نشانیاں آپؒ میں پائی جاتی تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے شعر

اہل وقار ہوویں، فخر دیار ہوویں

کے پورے پورے مصداق تھے۔

آپؒ کی وفات کے بعد مَیں رات گئے تک اپنے طاری کے لکھے ہوئے خطوط پڑھتی رہی۔ ایک خط میں لکھا ہے: ”کتب واپس کررہا ہوں۔ وعدہ کے مطابق بغیر ختم کئے ہی بھیج رہا ہوں۔ بات یوں ہوئی کہ یہاں آتے ہی اتنا کام پڑا۔ تم جانتی ہی نہیں ہو کہ مَیں کتنے کام کا آدمی ہوں۔ امید ہے تمہیں میرے وعدے اور وقت کا یقین آگیا ہوگا۔ اگر اس دفعہ کی طرح چار پانچ دن کی مہلت دیدیا کرو تو بغیر پڑھے ہی واپس کردیا کروں گا۔ یہ کتاب اب تک جتنی بھی مَیں نے پڑھی ،اس سے ایک نتیجہ تو یقینی طور پر نکلتا ہے کہ یا تو یہ کتاب طربیہ ہے یا المیہ“۔

۱۹۵۰ء کا ایک خط ہے: ”یہاں کوئی کام ہو تو بے تکلّفی سے لکھ دینا۔ گو مَیں کروں یا نہ کروں۔ یہ اَور بات ہے۔......“

لندن میں جب تعلیم حاصل کررہے تھے تو مَیں بھی افریقہ جاتے ہوئے لندن سے ہوکر گئی۔ وہاں کہنے لگے کہ مَیں نے اپنے کلاس فیلوز کی دعوت کرنی ہے اور سموسے تم نے بنانے ہیں۔ پارٹی کے بعد بہت خوش تھے اور بتاتے تھے کہ سب پوچھتے تھے کہ اس تھیلی میں قیمہ کس طرح ڈالا تھا؟

۱۹۴۸ء میں مَیں بہت بیمار ہوکر ہسپتال میں داخل ہوئی تو آپؒ نے مجھے پھول اور کارڈ بھجوایا۔ پھر ۱۹۹۸ء میں لندن میں میرا آپریشن ہوا تو پھر آپؒ نے مجھے کارڈ اور پھول بھجوائے۔ مَیں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ یہ پھول نہیں پھینکنے، پچاس سال بعد دوبارہ آئے ہیں اور اب پھر پچاس سال تو نہ آنے ہیں، نہ پھول ملنے ہیں۔ چنانچہ وہ پھول مَیں پاکستان لے آئی، جو آج بھی میرے پاس پڑے ہیں۔

”کلام طاہر“ کا نیا ایڈیشن مجھے عید مبارک کے ساتھ بھجوایا تو مَیں نے جواباً لکھا کہ آپ ایک ہشت پہلو ہیرا ہیں جس کی کئی طرف شعاعیں نکلتی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے علاوہ اپنی ماں کی دعائیں بھی لگی ہیں۔

تین سال پہلے جب مَیں لندن گئی تورات کے کھانے پر سارا خاندان اکٹھا تھا، کسی وجہ سے میرا دل دکھا اور مَیں گھر آکر نماز میں بہت روئی اور اللہ میاں سے بہت دکھ سکھ کئے۔ جب دوسرے دن مشن ہاؤس گئی تو حضورؒ نے گزرتے گزرتے فرمایا کہ رات تمہارے لئے بہت اچھی خواب دیکھی ہے، علیحدہ بتاؤں گا!۔ پھر علیحدہ لے جاکر جب آپؒ نے وہ خواب بتائی تو مَیں اس روحانی تعلق پر حیران رہ گئی کہ دکھ سکھ تو مَیں نے اللہ میاں سے کئے تھے، آپؒ تک کیسے پہنچ گئے؟

❀ ❀ ❀

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۳/جولائی ۲۰۰۳ء میں مکرم شیخ نثار احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے میری والدہ کو ایک قیمتی گھڑی تحفہ میں دی تھی۔ خاندان میں جو بچہ بھی امتحان دینے جاتا وہ برکت کے لئے حضورؒ کی گھڑی مانگ کر لے جاتا۔

میرے ایک بھانجے نے جب اوّل آکر گولڈ میڈل لیا تو مَیں نے یہ خوشی کی خبر خط کے ذریعہ حضورؒ کی خدمت میں پہنچائی۔ اس پر حضورؒ نے مبارکباد کے جواب کے ساتھ ایک گھڑی بھانجے کے لئے تحفۃً بھجوائی اور فرمایا کہ ”یہ گھڑی بھجوا رہا ہوں، اُسے کہو کہ امی کی گھڑی اب واپس کردے“۔

❀ ❀ ❀

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۶/مئی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد عابدؔ صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

حرف گویا تیرے ہونٹوں پر مہکتے پھول تھے
ہر سخن جادو اثر تھا لفظ درِّ شاہوار
کس کو بتلائے کہ کتنا بے سہارا ہوگیا
یہ ترا عابدؔ ترا عاشق ترا خدمت گزار
باغِ احمد میں کھلا پھر اک تر و تازہ گلاب
”آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار“
آنے والے فضل ربّ سے تُو سدا مسرور ہو
جانے والے تجھ پہ اس کی رحمتیں ہوں بے شمار

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 | Friday, November 07, 2003 | Issue No. 45

حاصل مطالعه

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

چاند سورج گرہن کی عارفانہ تعبیر

حضرت مسیح موعودؑ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے قلم مبارک سے:

''رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مہدیٔ موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کی طرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے سو اس کے زمانہ میں علماء کا اُس سے منہ پھیرنا، اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہونا ہے۔ اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہوا تو اس کی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اس کی مخالفت کریں گے اور سبّ اور توہین اور تکفیر سے پیش آویں گے۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اس لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اُس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھیں گے بلکہ کافر اور بے دین کہیں گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذب اور دفع کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کا نام مذمت کرنے والوں کے ردّ کے لئے محمدؐ رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کریں گے مگر وہ محمدؐ ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمّم۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا کیونکہ انہوں نے علم اور معرفت کی روشنی پا کر پھر اُس شخص سے عمداً منہ پھیرا جس کو قبول کرنا چاہئے تھا اور ضرور تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکھا گیا تھا کہ ابتداء میں مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائے گا۔ سو انہوں نے مجھے کافر قرار دے کر اس نوشتہ کو پورا کر دیا''۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۲۔ اشاعت جنوری ۱۸۹۷ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۲)

❁ ❁ ❁

مہدیٔ موعود کی تکفیر کا نوشتہ

سرتاج الصوفیاء حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے پیشگوئی فرمائی: ''**اِذَا خَرَجَ هٰذَا الْاِمَامُ الْمَهْدِیُّ فَلَیْسَ لَهٗ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اِلَّا الْفُقَهَآءُ خَاصَّةً فَاِنَّهٗ لَا یَبْقٰی لَهُمْ رِیَاسَةٌ**''۔

(فتوحات مکیہ جلد سوم صفحہ ۳۷۴)

یعنی جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو علماء زمانہ سے بڑھ کر اُن کا کوئی کھلا دشمن نہیں ہوگا کیونکہ مہدی کی وجہ سے اُن کا اثر و رسوخ جاتا رہے گا۔

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۵۶۴ء/۹۷۱ھ۔ وفات ۱۶۲۴ء/۱۰۳۴ھ) نے یہ خبر دی:

''نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اور اعلیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقّت وغموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب وسنّت دانند''۔ (مکتوبات امام ربّانیؒ جلد ثانی صفحہ ۱۰۷ درمطبع منشی نول کشور لکھنؤ۔ فروری ۱۹۱۳ء)

ترجمہ: عجب نہیں کہ علماء ظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجتہدات سے ان کے ماخذ کے کمال دقیق اور پوشیدہ ہونے کے باعث انکار کر جائیں اور ان کو کتاب وسنّت کے مخالف جانیں''۔ (مکتوبات امام ربّانیؒ مجدد الف ثانی۔ ترجمہ مولوی قاضی عالم الدین۔ مطبوعہ محمدی پریس لاہور)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند (متوفی ۴/جمادی الاول ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۵/اپریل ۱۸۸۰ء) نے تیرھویں صدی کے آخر میں یہ لرزا دینے والی پیشگوئی فرمائی کہ:

''امام مہدی علیہ السلام چونکہ سراپا کلام اللہ کے موافق ہوں گے اس لئے کروڑوں......لوگ مہدیٔ موعود سے روگردانی کریں گے''۔

(قاسم العلوم صفحہ ۱۱۵-۱۱۶۔ ناشر قرآن لمیٹڈ۔ اردو بازار لاہور۔ طبع اول ۱۳۹۴ھ۔ ۱۹۷۴ء)

''قطب عالم'' الحاج مولانا شاہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی نے بھی ایک بار فرمایا:

''ظہور امام مہدی آخر الزمان کے ہم سب لوگ شائق ہیں مگر وہ زمانہ امتحان کا ہے۔ اوّل اوّل اُن کی بیعت اہل باطن اور ابدال شام بقدر تین سو تیرہ اشخاص کے کریں گے اور اکثر لوگ منکر ہو جائیں گے۔ اللہ سے ہر وقت یہ دُعا مانگنا چاہئے ﴿**رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ**''۔

('شمائم امدادیہ' ملفوظات قطب عالم شاہ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی صفحہ ۱۰۲ ناشر کتب شرف الرشید شاہ کوٹ، شیخوپورہ)

اور 'مجدد اہلحدیث' مولانا صدیق الحسن صاحب قنوجی نے ''**حجج الکرامه**'' میں لکھا ہے:

''چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیاء سنت وامانت بدعت فرماید علمائے وقت کہ خوگر تقلید فقہاء واقتداء مشائخ وآباء خود باشند گویند ایں مراد خانہ برانداز دین وملت ماست وبمخالفت برخیزند وبحسب عادت خود حکم بتکفیر وتضلیل وی کنند''۔ (حجج الکرامه فی آثار القیامة صفحہ ۳۶۳ درمطبع شاہجہانی بدلہ بھوپال ۱۲۹۱ھ)

ترجمہ: چونکہ مہدی علیہ السلام سنت کے احیاء اور بدعت کے انسداد کے لئے جہاد کریں گے۔ علمائے وقت جو فقہاء کی تقلید اور مشائخ اور اپنے باپ دادوں کی پیروی کے عادی ہوں گے کہیں گے کہ یہ شخص دین اور ملت کی بنیادوں کو برباد کرنے والا ہے اور اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوں گے اور اپنی عادت کے مطابق اس کی تکفیر اور گمراہی کے فتوے جاری کریں گے۔

اور امامیہ مکتبۂ فکر کے فاضل مولانا سید محمد سبطین صاحب السرسوی نے ''الصِّراط السّوی'' میں مہدی موعود کی نسبت بتایا: ''اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت ودشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے اور ہر طرح سے اُس کو اور اُس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ علماء اُس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دُوَل اُس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے اور یہ تماماً نام کے مسلمان ہوں گے''۔

('الصراط السوی فی احوال المهدی' صفحہ ۵۰۷۔ ناشر امامیہ کتب خانہ اندرون موچی دروازہ لاہور)

❁ ❁ ❁

اسمبلی میں قراردادِ تکفیر پر
اخبار 'نوائے وقت' کا دلچسپ تبصرہ

روزنامہ 'نوائے وقت' لاہور نے اس دور میں لکھا تھا کہ:

''اسلام کی ساری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع اُمّت نہیں ہوا۔ اجماع امّت میں ملک کے سب بڑے بڑے علماء دین اور حاملان شرع متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی رہنما کماحقہ، متفق ہوئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ برگزیدگان تصوف و طریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوا ہے۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر متفق اور خوش ہیں''۔ (روزنامہ 'نوائے وقت' لاہور ۶/اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۴)

❁ ❁ ❁

حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں ؎

کیا تماشا ہے کہ مَیں کافر ہوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وہ مقبولوں کا یار
قتل کی ٹھانی شریروں نے چلائے تیرِ مکر
بن گئے شطاں کے چیلے اور نسل ہونہار
ہم نگہ میں اُن کی دجّال اور بے ایماں ہوئے
آتش تکفیر کے اڑتے رہے پیہم شرار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہرِ یار

❁❁❁❁❁

بقیہ: مکرم محمد افضل صاحب شہید از صفحہ نمبر ۱۱

دیکھ کر کہنے لگے کہ سعیدہ کیوں رو رہی ہو۔ میں نے کہا کہ میں یہ کتاب روشن ستارے پڑھ رہی تھی تو میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش میں بھی رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوتی تو میرا نام بھی کسی نہ کسی رنگ میں کتابوں میں آتا۔ تو سن کر کہنے لگے کہ بس یہ بات ہے کیا تم حضرت مسیح موعودؑ کو نبی نہیں مانتی۔ میں نے کہا مانتی ہوں۔ پھر کہنے لگے کہ تم نے یہ حدیث نہیں پڑھی یا سنی۔ کہ رسول کریم ﷺ نے یہ کہا تھا کہ اوّل میں بھی میں ہوں اور آخر میں بھی میں ہوں۔ یعنی یہ وہی نبی کا زمانہ زمانہ ہے۔ آخرین کا زمانہ ہے تم آج بھی اعمال صالحہ بجا لاؤ اور اس کے حضور قربانیاں پیش کرو۔ تم بھی ان لوگوں میں شمار ہو جاؤ گی......قبولیت دعا کا وقت تھا۔ حسرت تھی یا سچی خواہش کہ چند روز بعد یکم/جون ۱۹۷۴ء ہفتہ کے روز یہ بات ایک حقیقت بن گئی۔

۳۱ مئی ۱۹۷۴ء کو سارے شہر گوجرانوالہ میں احمدیوں کے خلاف سخت کشیدگی تھی۔ ساری رات جاگ کر دعائیں کرتے گزر گئی۔ اپنا دفاع کرتے رہے۔ یکم جون صبح ۷-۸ بجے کے درمیان گھر کے قریب سینکڑوں لوگوں کا جلوس آرہا تھا۔ ہمیں افضل صاحب اور میرے بڑے بیٹے اشرف محمود نے سامنے ہمسایوں کے گھر جلدی بھیج دیا اور خود دونوں باپ بیٹا گھر پر ٹھہر گئے۔ اس کے بعد ہمیں کوئی علم نہ ہو سکا کہ ان کے ساتھ ظالموں نے کیا سلوک کیا۔ ہم سارا دن ہمسایوں کے گھر چھپے رہے۔ گلی میں شور شرابے، ہنگامے کی اور توڑ پھوڑ کی آوازیں آتی رہیں مگر اصل حقیقت کا پتہ نہ چلا کہ ان باپ بیٹے کو کس وقت کا شہید کر دیا ہوا تھا۔ شام کے وقت راہوالی گوجرانوالہ کینٹ سے کرنل وہاب صاحب اپنے ایک غیر از جماعت کے ساتھ مسلح ہو کر آئے اور ہمارے لٹے پٹے خاندان کو اپنے گھر کینٹ میں لے گئے اور ہم لوگ رات دیر تک افضل صاحب اور اشرف بیٹے کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ رات گیارہ بجے ہماری حالت کے پیش نظر بتایا گیا کہ ان دونوں باپ بیٹا کو شہید کر دیا گیا ہے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعُون۔ شہادت کے وقت افضل شہید کی عمر ۴۷ سال تھی اور اشرف محمود کی عمر ۲۴ سال تھی۔

❁❁❁❁❁

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔